رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

رب ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم
انہ اوی القریۃ

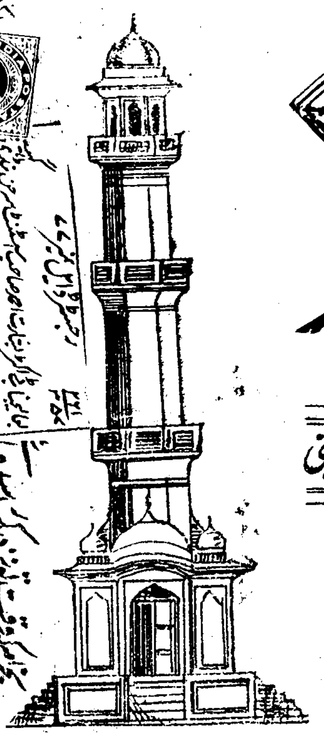
# الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی || دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...



فہرست مضامین



نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۶ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

## زمیندار کانفرنس کا دوسرا اجلاس

جناب مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار نے مجھے توجہ دلائی ہے کہ میں انکی کا اعلان الحکم میں شائع کروں الحکم ہر چند مذہبی پرچہ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اسکے پڑھنے والوں اور اسکے احمدی بھائیوں میں کثرت سے زمیندار ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بنے امام کے حارث ہونے پر ناز ہے اسلئے کہ حدیث میں اسکی خبر دی گئی تھی - بہرحال میری رائے میں اخبار زمیندار اور زمیندار کانفرنس کے مقاصد تمام زمینداروں کیلئے من حیث القوم نہایت مفید اور مبارک ہیں اسلئے میں نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنے محترم ہمعصر کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور اپنے احمدی زمینداروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کانفرنس کو مفید اور موثر بنانے کیواسطے اسمیں نمایاں حصہ لیں -

( ایڈیٹر )

انگریزی حکومت کی برکتوں اور نعمتوں سے مستفید ہونیکے لئے ہر ایک قوم اور ہر ایک فرقہ نے اپنی اپنی مجلس سبھا انجمن وغیرہ وغیرہ قایم کی ہوئی ہیں - جن میں قومی اغراض و مطالب پر متفقہ بحث اور متحدہ کوشش کی جاتی ہے انڈین نیشنل کانگریس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس آریہ سماج - کائستھ سبھا - انجمن حمایت اسلام - ندوۃ العلما اور ہزارہا اور اسی قسم کی انجمنیں اسی خیال اور اسی بنیاد پر قایم ہیں - جو اپنے اپنے مفاد و مصالح پر مشترکہ طور پر غور کرتی ہیں اور عہد آسائش عہد انگریزی میں سرسبز اور کامیاب ہو رہی ہیں - صرف زمینداروں کا ایک فرقہ تھا جسکی نہ کوئی انجمن تھی نہ مجلس نہ کانگریس تھی نہ کانفرنس اور اسی لئے یہ فرقہ عرصہ دراز تک کس مپرسی کی حالت میں رہا -

چند ہمدردان قوم نے گذشتہ جون کو موضع کرم آباد میں جو اخبار زمیندار کا ہیڈ کوارٹر ہے ایک زمیندار کانفرنس کی بنیاد ڈالی اور اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ۲۵ جون کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا - مگر جون کا موسم نہایت گرم اور اسلئے ایسے مجمع کے قابل نہیں - بنظر بران مجلس منتظمہ نے زمیندار کانفرنس کا آیندہ اجلاس ہولیوں کی تعطیلوں میں کیا جانا قرار دیا ہے - بارہ مارچ کو اتوار ہے اور ۱۲-۱۳- اور ۱۴ اسکو ہولی کی تعطیل ہے ان دنوں زمینداروں کو علی العموم فرصت ہوتی ہے اور موسم بھی خوشگوار ہے - پہلا دن آمد کے لئے اور پچھلا دن روانگی کے لئے چھوڑکر درمیانی دو دن جلسہ کے لئے مختص کئے گئے ہیں -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام ہندوستان کے زمیندار جو اردو زبان سمجھ سکتے ہیں اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق بڑھائینگے - جن صاحبوں نے شریک جلسہ ہونا ہو وہ اپنی تشریف آوری کی نسبت تاریخ مقررہ سے ایک ہفتہ پہلے اطلاع بخشیں تاکہ سواری اور رہایش کا انتظام کیا جاسکے جن صاحبوں نے کوئی رزولیوشن پیش کرنا ہو یا کوئی مضمون نظم یا نثر پڑھنا ہو وہ ۲۸- فروری ۱۹۰۶ء تک بذریعہ تحریر پاس جنرل سیکرٹری زمیندار کانفرنس زمیندار لاہور کے ارسال فرمائیں -

مجلس منتظمہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ آیندہ اجلاس زمیندار کانفرنس کے ساتھ ایک مختصر سی نمایش عمدہ زراعتی پیداوار اور نو ایجاد آلات کشاورزی کی جائے - جن صاحبوں کو کوئی چیز واسطے نمایش کے اس جلسہ میں بھیجنی ہو - وہ ۲۸- فروری تک اطلاع دیں اور اوّل ہفتہ مارچ تک لاہور میں پہنچا دینے کا انتظام کریں -

محکمہ ریلوی کو لکھا گیا ہے کہ کرایہ آمد و رفت کے لئے حسب معمول کانسشن عطا کرے - منظوری آنے پر ہر ایک درخواست کنندہ کو سارٹیفکٹ کانسشن بھیجا جائیگا -

مجلس منتظمہ امید کرتی ہے کہ تمام زمیندار اس جلسہ کو پر رونق اور بارعب بنانے پر پوری توجہ فرمائیں گے -

تمام معاصرین سے امید ہے کہ مندرجہ بالا اشتہار کو ۸ مارچ تک اپنے اپنے معزز اخبارات میں درج فرماکر مجلس منتظمہ کو مشکور فرمائیں گے -

المرقوم ۱۱- جنوری ۱۹۰۶ء

سراج الدین احمد جنرل سکرٹری زمیندار کانفرنس لاہور

## ضرورت

بورڈنگ ہوس کے لئے ایک پراکٹر کی ضرورت ہے جسکے سپرد چھ سات چھوٹے چھوٹے بچوں کی نگرانی اور تعلیم ہوگی - عمر چالیس سال کے قریب ہو علوم مروجہ سے اسقدر واقفیت ہو کہ دوسری مڈل تک کے بچوں کو کل مضامین میں مع عربی و دینیات کے تعلیم میں مدد دے سکے - سوائے ان اوقات کے جب بچے مدرسے میں ہونگے ہر وقت انکے پاس رہنا ہوگا تنخواہ دس سے پندرہ تک حسب لیاقت ہوگی - درخواستیں بمعہ سندات راقم کے نام بھیجیں -

جناب منشی ذو الفقار علیخان صاحب نے اپنے بچوں کو زیر نگرانی پراکٹر تعلیم حاصل کرنیکے لئے یہاں بھیجنا چاہا ہے - دیگر احباب سے درخواست ہے کہ جو صاحب

(کتبہ خاکسار مجید حسن)

# کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایسا ہی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہین - لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے ؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور وہ وحی الہٰی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے - اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا - اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین - جو مکالمہ الہٰیہ سے ملتے ہین - یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہا ہی نہین - انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہوچکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے - اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہوگیا - وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو هدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہوا - بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قایم نہین ہوسکتی ؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا

یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی انپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے - اب یہ تو نہین ہوسکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو - نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین - یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے -

استقامت بہت مشکل چیز ہے - یعنے خواہ انپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا - انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو - یہہ یقیناً یاد رکہو کہ وحی اور الہام کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالے نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے - ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو - اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے - کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہوگیا گویا خدا پہلے کبہی بولا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے -؟ - مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون - کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی - یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین - اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا -

**نری توحید** سے تو نہین ہوسکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہوا ؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہوسکتے ہین - اسکا کیا جواب ہے ؟

کچہہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین - یقیناً سمجہو کہ اصل فضل آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کرسکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے - تو اسلام کچہہ بہی چیز نہوتا ! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

## خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوکر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے - کیونکہ جب تک خدا تعالے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین - جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا - یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے - پہر اگر خدا تعالے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

## اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،

کہ اللہ تعالے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالے نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین - جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولئک علی هدی من ربھم واولئک ھم المفلحون -

یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے -

## غرض

**جماعت سے خطاب** جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہوجاوین - مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا - جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو سبز ہو کر پہل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچہہ جانور کہا جاتے ہین اور کچہہ تیز آندہیون سے گر جاتے ہین - آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین - اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے - اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے - پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو - کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے - اور وہ درخت **اسلام کا شجر ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے -

**اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے** کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ - اس پہلو مین **مالی ضرورتون اور امداد کی حاجت** ہے - اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا فرق نکرتا مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچہہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہوا - وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کردیتے ہین - عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کردی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچہہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہین کرتے - مگر خدا تعالے نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہوا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے -

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آئندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا - اور کون آگے چلا جائیگا - جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین - اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لینگے یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہوجاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے -

عرصہ ہوا کہ خدا تعالے نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالے کے علم وارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا - انزل فیھا کل رحمۃ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی - اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے - اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے - یہہ صدی جسکے سہ سال

# کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسکے بعد ایک اور صفت متقین کی بیان کی یعنے وہ والذین یؤمنون بما انزل الیک کے موافق ایمان لاتے ہین اور ایسا ہی جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالٰے نے نازل فرمایا اسپر بہی ایمان رکہتے ہین - لیکن اب سوال یہ ہے کہ اگر اتنا ہی ایمان ہے تو پہر ہدایت کیا ہے ؟ وہ ہدایت یہہ ہے کہ ایسا انسان خود اس قابل ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے اسپر وحی اور الہام کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور وہ وحی الٰہی اسپر بہی اترتی ہے جس سے اس کا ایمان ترقی کرکے کامل یقین اور معرفت کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے - اور وہ اس ترقی کو پالیتا ہے جو ہدایت کا اصل مقصود تہا - اسپر وہ انعام واکرام ہونے لگتے ہین - جو مکالمہ الٰہیہ سے ملتے ہین - یہہ یاد رکہو کہ اللہ تعالٰے نے وحی اور الہام کے دروازہ کو بند نہین کیا جو لوگ اس اُمت کو الہام و وحی کے انعامات سے بے بہرہ ٹہیراتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور قرآن شریف کے اصل مقصد کو انہون نے سمجہا ہی نہین - انکے نزدیک یہہ امت وحشیون کی طرح ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات اور برکات کا معاذ اللہ خاتمہ ہوچکا اور وہ خدا جو ہمیشہ سے متکلم خدا رہا ہے - اب اس زمانہ مین آکر خاموش ہوگیا - وہ نہین جانتے کہ اگر مکالمہ مخاطبہ نہین تو ھدی للمتقین کا مطلب ہی کیا ہؤا - بغیر مکالمہ مخاطبہ کے تو اسکی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی ؟

اور پہر قرآن شریف مین یہ کیون کہا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا یعنے جن لوگون نے اپنے قول اور فعل سے بتا دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پہر انہون نے استقامت دکہائی اپر فرشتون کا نزول ہوتا ہے - اب یہ تو نہین ہوسکتا کہ فرشتون کا نزول ہو اور مخاطبہ نہو - نہین بلکہ وہ انہین بشارتین دیتے ہین - یہی تو اسلام کی خوبی اور کمال ہے جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہین ہے -

استقامت بہت مشکل چیز ہے - یعنے خواہ اپر زلزلے آئین فتنے آئین وہ ہر قسم کی مصیبت اور دکہہ مین ڈالے جاوین مگر ان کی استقامت مین فرق نہین آتا - انکا اخلاص اور وفاداری پہلے سے زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اس قابل ہوتے ہین کہ انپر خدا کے فرشتے اترین اور انہین بشارت دین کہ تم کوئی غم نہ کرو - یہہ یقیناً یاد رکہو کہ **وحی اور الہام** کے سلسلہ کے متعلق خدا تعالٰے نے قرآن شریف مین اکثر جگہ وعدے کئے ہین اور یہ اسلام ہی سے مخصوص ہے - ورنہ عیسائیون کے ہان بہی مہر لگ چکی ہے وہ اب کوئی شخص ایسا نہین بتا سکتے جو اللہ تعالٰی کے مخاطبہ مکالمہ سے مشرف ہو - اور ویدون پر تو پہلے ہی سے مہر لگی ہوئی ہے انکا تو مذہب ہی یہی ہے - کہ ویدون کے الہام کے بعد پہر ہمیشہ کیلئے یہہ سلسلہ بند ہوگیا گویا خدا پہلے کبہی بولا تہا مگر اب وہ گونگا ہے مین کہتا ہون کہ اگر وہ اسوقت کلام نہین کرتا اور کوئی اسکے اس فیض سے بہرہ ور نہین تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ وہ پہلے بولتا تہا اور یا اب وہ سنتا اور دیکہتا بہی ہے - ؟ - مجہے افسوس ہوتا ہے جب مین مسلمانون کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے سنتا ہون - کہ اب مخاطبہ مکالمہ کی نعمت کسی کو نہین مل سکتی - یہہ کیون عیسائیون یا آریون کی طرح مہر لگاتے ہین - اگر اسلام مین یہہ کمال اور خوبی نہو تو پہر دوسرے مذاہب پر اسے کیا فخر اور امتیاز حاصل ہوگا - **نری توحید** سے تو نہین ہوسکتا کیونکہ برہمو بہی تو ایک ہی خدا کو مانتا ہے وہ بہی صدقہ دیتا ہے خدا کو اپنے طور پر یاد بہی کرتا ہے اور یہی اخلاقی صفات اسمین پائے جاتے ہین تو پہر ایک مسلمان مین اور اس برہمو مین کیا فرق ہؤا ؟ یہہ امور تو نقل سے بہی ہوسکتے ہین - اسکا کیا جواب ہے ؟

کچہہ بہی نہین بجز اسکے کہ اسلام کا روشن چہرہ ان **امتیازی نشانون** کے ذریعہ دکہایا جاوے جو خدا تعالٰے کے مکالمہ کے ذریعہ ملتے ہین - یقیناً سمجہو کہ اصل فضل جو آسمان سے آتا ہے اسکی کوئی چوری اور نقل نہین کرسکتا اگر اسلام مین مکالمہ مخاطبہ اور تفضلات نہوتے - تو اسلام کچہہ بہی چیز نہوتا ! اسکا یہی تو فخر ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کو ان انعامات واکرام کا وارث بنا دیتا ہے اور وہ فی الحقیقت

## خدا نما مذہب ہے

اسی دنیا مین اللہ تعالٰے کو دکہا دیتا ہے اور یہی غرض ہے اسلام کی کیونکہ اسی ایک ذریعہ سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہو کر اسے پاک صاف بنا دیتی ہے اور حقیقی نجات کا دروازہ اسپر کہلتا ہے - کیونکہ جب تک خدا تعالٰے پر کامل یقین نہو گناہ سے کبہی نجات مل سکتی ہی نہین - جیسے یہہ ایک ظاہر امر ہے کہ جب انسان کو یقین ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو وہ ہرگز ہرگز اس جگہ داخل نہوگا - یا زہر کے کہانے سے مرجانے کا یقین زہر کے کہانے سے بچاتا ہے - پہر اگر خدا تعالٰے پر پورا پورا یقین ہو کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ہمارے افعال کی جزا دیتا ہے اور **گناہ** سے اسے سخت نفرت ہے تو اس یقین کو رکہہ کر انسان کیسے جرأت کرسکتا ہے سچی بات یہہ ہے کہ

**اسلام کی روح اور اصل حقیقت تو یہی ہے،**

کہ اللہ تعالٰے سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف وہ انسان کو عطا کرتا ہے خدا تعالٰے نے یہ وعدہ کیا ہے کہ آسمان سے انعام واکرام ملتے ہین - جب انسان اس مرتبہ اور مقام پر پہونچ جاتا ہے تو اس کی نسبت کہا جاتا ہے اولئک علٰی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون -

یعنے یہی وہ لوگ ہین جو کامل ترقی پاکر اپنے رب کیطرف سے ہدایت یافتہ ہین اور یہی وہ لوگ ہین جنہون نے نجات پائی ہے -

## غرض جماعت سے خطاب

جبکہ یہ حالت ہے اور اسلام کے دنیا مین آنے کی یہ غرض اور غایت ہے اور نجات کی حقیقت بغیر اسکے متحقق نہین ہوتی تو ہماری جماعت کو کسقدر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ ان باتون کو جب تک حاصل نکرلین اسوقت تک بے فکر اور مطمئن نہوجاوین - مین جانتا ہون کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پہل جو شیرین ہوتا اور لذت بخشتا ہے نہین آیا - جیسے درخت کو پہلے پہول اور پتے نکلتے ہین پہر اس کو پہل لگتا ہے جو بے ثمر و پہل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے پہر ایک اور پہل آتا ہے اس مین سے کچہہ جانور کہا جاتے ہین اور کچہہ تیز آندہیون سے گر جاتے ہین - آخر جو بچ رہتے ہین اور آخر تک پک کر کہانے کے قابل ہوتے ہین وہ تہوڑے ہوتے ہین - اسی طرح سے مین دیکہتا ہون کہ یہہ جماعت تو ابہی بہت ہی ابتدائی حالت مین ہے - اور پتے بہی نہین نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پہل کہائین ابہی تو سبزہ ہی نکلا ہے جسکو ایک کتا بہی پامال کرسکتا ہے ایسی حالت مین حفاظت کی کسقدر ضرورت ہے - پس تم **استقامت** اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو - کیونکہ تم مین سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے - اور وہ درخت **اسلام کا شجرہ ہے** یہی وجہ ہے کہ مین چاہتا ہون کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے -

**اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے** کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانون کا نمونہ بنکر دکہاؤ اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ اسکی خوبیون اور کمالات کو دنیا مین پہیلاؤ اس پہلو مین **مالی ضرورتون** اور **امداد کی حاجت** ہے - اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی ایسی ضرورتین پیش آئی تہین اور صحابہ کی یہ حالت تہی کہ ایسے وقتون پر بعض انمین سے اپنا سارا ہی مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیتے اور بعض نے آدہا دیدیا اور اسی طرح جہانتک کسی سے ہوسکتا فرق نکرتا - مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے ہاتہہ مین بجز خشک باتون کے اور کچہہ بہی نہین رکہتے اور جنہین نفسانیت اور خودغرضی سے کوئی نجات نہین ملی اور حقیقی خدا کا چہرہ انپر ظاہر نہین ہؤا - وہ اپنے مذاہب کی اشاعت کی خاطر ہزارون لاکہون روپیہ دیدیتے ہین اور بعض اپنی زندگیان وقف کردیتے ہین - نے عیسائیون مین دیکہا ہے کہ بعض عورتون نے دس دس لاکہہ کی وصیت کردی ہے پہر مسلمانون کے لئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ وہ اسلام کے لئے کچہہ بہی کرنا نہین چاہتے یا نہین کرتے - مگر خدا تعالٰے نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے روشن چہرہ پر سے وہ حجاب جو پڑا ہؤا ہے دور کردے اور اسی غرض کے لئے اسنے مجہے بہیجا ہے -

یقیناً یاد رکہو کہ خدا ہے اور مرکر اسکے حضور ہی جانا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ سال آیندہ کے انہین دنون مین ہم مین سے یہان کون ہوگا - اور کون آگے چلا جائیگا - جبکہ یہ حالت ہے اور یہ یقینی امر ہے پہر کسقدر بدقسمتی ہوگی اگر اپنی زندگی مین قدرت اور طاقت رکہتے ہوئے اس اصل مقصد کے لئے سعی نہ کرین - اسلام تو ضرور پہیلے گا اور وہ غالب آئیگا کیونکہ خدا تعالٰے نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس اشاعت مین حصہ لین گے یہہ خدا تعالٰی کا فضل اور احسان ہے جو اسنے تمہین موقع دیا ہے یہہ زندگی جسپر فخر کیا جاتا ہے ہیچ ہے اور ہمیشہ کی خوشی کی وہی زندگی ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوگی ہان یہ سچ ہے کہ وہ اسی دنیا اور اسی زندگی سے شروع ہو جاتی ہے اور اسکی طیاری بہی یہان ہی ہوتی ہے -

عرصہ ہوا کہ خدا تعالٰے نے مجہہ پر ظاہر کیا تہا کہ ایک **بہشتی مقبرہ** ہوگا گویا اس مین وہ لوگ داخل ہونگے جو اللہ تعالٰے کے علم وارادہ مین جنتی ہین پہر اس کے متعلق الہام ہوا - **انزل فیھا کل رحمۃ** اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہین رہتی - اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ مین دفن ہو کیا عمدہ موقع ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے - اور اللہ تعالٰی کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرے - یہہ صدی جسکے سوا سال

گذرنے کو ہیں گذر جائیگی اور اسکے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہیگا اور اگر نکما ہوکر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم **اپنا صدقہ پہلے بھیجو** یہہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھہ بن نہیں سکتا۔ **الوصیۃ** اشتہار میں جو مینے حصہ جائداد کی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے۔ مینے دیکھا کہ کل بعض نے ۱/۲ کی کر دی ہے یہہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے اور جب تک صدق ظاہر نہ ہو کوئی مومن نہیں کہلا سکتا۔

تم اسبات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو۔ طاعون کا موسم پھر آ رہا ہے۔ زلزلہ کا خوف الگ دامن گیر ہے وہ تو بڑا ہی بیوقوف ہے جو اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے **امن** میں تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا سچا فرمانبردار اور اسکی رضا کا جویاں ہے۔ ایسی حالت میں بے بنیاد زندگی کے ساتھہ دل لگانا کیا فائدہ؟ دوسری طرف اسلام سخت اور خطرناک ضعف کی حالت میں ہے اسپر یہی آفت اور مصیبت نہیں کہ باہر والے اسپر حملے کر رہے ہیں اگرچہ یہہ بالکل سچ ہے کہ مخالف سب کے سب ملکر ایک ہی کمان سے تیر مار رہے ہیں اور جہانتک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسکے مٹا دینے کی سعی اور فکر کرتے ہیں لیکن اس مصیبت کے علاوہ بڑی بھاری مصیبت یہہ ہے کہ اندرونی غلطیوں نے اسلام کے **درخشاں چہرہ** پر ایک نہایت ہی تاریک حجاب ڈالدیا ہے اور سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اسمیں **روحانیت** نہیں رہی۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں **روحانیت** موجود نہیں ہے اور اسپر دوسری بدقسمتی یہہ کہ وہ انکار کر بیٹھے ہیں کہ اب کوئی ہو ہی نہیں سکتا جس سے خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہو اور وہ خدا تعالےٰ پر زندہ اور تازہ یقین پیدا کرا سکے۔

ایسی حالت اور صورت میں اسنے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے چہرہ پر سے وہ تاریک حجاب ہٹا دے۔ اور اسکی روشنی سے دلوں کو منور کرے۔ اور ان بیجا اتہامات اور حملوں سے جو آئے دن مخالف اسپر لگاتے اور کرتے ہیں اسکو محفوظ کیا جاوے اسی غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قایم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھاویں یہی وجہ ہے جو مینے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعت اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق واخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں۔ اور اس مقبرہ میں دفن ہوں انکی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جسمیں اسکے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھہ ذکر ہو جو اسنے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس **قبرستان** میں آویں اور ان کتبوں کو پڑہیں انپر ایک اثر ہو۔ اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھہ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہہ بھی اسیقدر کرتے ہیں جسقدر مخالف قومیں کر رہی ہیں اور وہ لوگ کر رہے ہیں جنکے پاس **حق در حقیقت** نہیں تو انہوں نے کیا کیا۔ پھر انہیں تو ایسی حالت میں شرمندہ ہونا چاہیئے۔

**لعنت ہے ایسے بیعت میں داخل ہونے پر جو کافر جتنی بھی غیرت نہ رکھتا ہو۔**

اسلام اسوقت **یتیم** ہوگیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہیں رہا پر خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اسکی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کرے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد میں آنیوالوں کے لئے نمونہ ٹھیریگی اسکے ثمرات برکات آنیوالوں کے لئے ہونگے اور زمانہ پر محیط ہو جائیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھیگی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے وہ ان مراتب اور مدارج کو نہ پائیں گے جو اسوقت والوں کو ملیں گے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑہائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔ میری سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے اسی لئے مینے کہا تہا کہ اسکے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنیوالے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چہوڑکر **خدمت دین** کو اختیار کریں۔

ایسا ہی اس قبرستان کی ذریعہ بہی اشاعت اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے۔ مدرسہ کے متعلق میری روح ابھی فیصلہ نہیں کر سکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بہی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات میں پکے ہوں علوم جدیدہ سے بہی واقف ہوں کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آجاوے تو جواب دے سکیں اور کبہی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پر زور اور پر شوکت الفاظ میں ظاہر کرسکیں۔ میرے پاس اکثر ایسے خطوط آئے ہیں جنمیں ظاہر کیا گیا تہا کہ آریوں سے گفتگو ہوئی یا عیسائیوں نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہیں دے سکے۔ ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بے عزتی کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اپنے ماننے میں اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ مینے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضوں کا اندازہ کیا تہا تو مینے دیکہا کہ اسلام پر **تین ہزار** اعتراض مخالفوں کی طرف سے ہوا ہے۔

پس کسقدر ضروری امر ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آجکل کے مناظروں اور مباحثوں کی حالت اور بھی بگڑ گئی ہے وہ اصول کو چہوڑ کر فروع میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اصل کو کبھی ہاتھہ سے نہیں دینا چاہیئے کہ جب کسی سے گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول میں محدود ہو۔ لیکن یا وہ گو اس طریق کو پسند نہیں کرتے وہ جہانتک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہیں اور فروعات میں آکر الجھہ جاتے ہیں ایسے لوگ اس امر کی بھی پابندی نہیں کرتے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھہ لیں کہ دوسرے مذہب پر جو اعتراض کرتا ہوں وہ میرے گھر میں تو کسی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ انکی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ **حق** کو لینا نہیں ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر **نیوگ** کا اعتراض کرو۔ تو وہ قبل اسکے کہ **نیوگ** کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجھے جہٹ اعتراض کر دیگا کہ تم میں **متعہ** ہے۔ حالانکہ اول تو متعہ ہے ہی نہیں اور علاوہ بریں متعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے۔ طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق۔ جو شخص محض حصول اولاد کیلئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہیں تو کیا ہے؟

**غرض** اعتراض کرنیوالوں کی یہہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتھہ یہہ سلسلہ جاری ہے میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو **میرے دل پہ چوٹ لگتی ہے**۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں طیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں ہم تو بالکل مجبور ہیں اور اگر وہ طیار نہ ہوں تو یہہ مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدعا اسقدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں۔ خواہ کسی پہلو پر **صاد** کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بہی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کرکے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں نہیں اور زبانیں بہی پڑہیں اور **سنسکرت** بہی پڑہیں تا کہ ویدوں کو پڑہ کر ان کی **اصلیت** ظاہر کر سکیں۔ اسوقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہیں کوئی انکا مستند ترجمہ نہیں اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کرکے **صاد** کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہونچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اسکے لئے یہ ضروری امر ہے کہ جن قوموں میں تم اسے پہونچانا چاہو انکی زبانوں کی پوری واقفیت ہو۔ انکی زبانوں کی واقفیت نہ ہو اور انکی کتابوں کو ترجمہ نلیا جاوے تو مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہو سکتا۔

مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم نے **تحفۃ الہند** نام ایک کتاب لکہی۔ اندرمن نے اس کا جواب دیا اور بڑی گالیاں دیں۔ اسلام پر اعتراض کر دیئے۔ اگرچہ انکی بعض کتابیں جلا دیگئی تہیں۔ مگر انہیں اعتراضوں کو لیکر پنڈت دیانند صاحب نے پیش کر دیا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب نے وید پڑہے ہوتے تو وہ ویدوں سے انکا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکہنا ضروری ہے۔

(باقی آیندہ)



---

## دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ اچہی ہے آپ نے ارادہ فرمایا ہے کہ براہین احمدیہ جلد پنجم اور نزول المسیح کو پورا کر دیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ کام جلد شروع ہو جائیگا۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت تسلی بخش اور رب العزت کی حمد و ستایش کا موجب ہو رہی ہے۔

۳۔ حضرت **حکیم الامۃ** نے قوم میں **علوم عربیہ اور دینیات** کی تعلیم کو عام اور سہل کرنے کیلئے ایک سلسلہ تالیفات کا شروع فرمایا ہے جسمیں سے پہلا رسالہ **ایڈیٹر الحکم** کو چہاپنے کے لئے دیدیا ہے۔ جو امید ہے انشاء اللہ العزیز جلد شایع ہو سکے گا۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت میں آسمان ابر آلود رہا۔ کسی قدر تقاطر بہی ۲۷ جنوری کو ہوا۔ نرخ غلہ گران ہو گیا ہے۔ اسوجہ سے **لنگر خانہ** کی ضروریات اور اخراجات پر قوم کی توجہ زیادہ بکار ہے۔

۵۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب جو چیف کورٹ پنجاب لاہور میں کام کرتے ہیں بطالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے آئے تہے وہاں سے قادیان آگئے **الوصیۃ** کے ماتحت کمیٹیوں کے قواعد طیار کر رہے ہیں۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ معائنہ انسپکٹر صاحب ۱۴ و ۱۵ فروری ۱۹۰۶ء کو کرینگے۔

## تازہ الہامات و رؤیاء

۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء ۔ ۱۔ فاتی السماء بدخان مبین۔

۲۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء ۔ **سفینۃ وسکینۃ**

۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء ۔ رؤیا میں سنا کہ کوئی شخص انگریزی زبان میں پر زور اور پر جوش الفاظ میں تقریر کر رہا ہے۔ اسکی تقریر میں سے یہہ الفاظ سنے

a word and two girls

اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز

پہر مینے دیکہا تو وہ مولوی محمد علی صاحب تہے وہ تقریر بالکل ایسی تہی جیسے کوئی انگریز اہل زبان بیہتا تہا یہی الفاظ پہر بطور الہام نازل ہوئے۔

a word and two girls

# حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(قم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۴۴۔ جلد ۹ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء

## مولوی صاحب کی علالت

میں قادیان میں۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۰۵ء کو پہنچا۔ اسوقت تین چار روز سے ایک پھنسی جو مٹر کے دانہ کے برابر تھی۔ مولویصاحب مرحوم کی پشت پر دونو شانوں کی ہڈیوں کے درمیان گردن کے قریب ۲۔ انچ نیچے جلد پر نمودار تھی۔ اسوقت امین کاربنکل کے علامات پورے پورے نہ پائے جاتے تھے۔ مگر وہ چار روز کے بعد پورا کاربنکل بن گیا۔ چنانچہ اسکو چیرا دیا گیا۔ مگر یہ کبھی اوپر کو بڑھتا تھا کبھی نیچے کو کبھی دائیں کبھی بائیں۔ غرضیکہ جسطرف بڑھتا اوسی طرف چیرا دیا جاتا۔ یہانتک کہ اس ایک کاربنکل کو سات دفعہ چیرنا پڑا۔ ایک دفعہ کلورافارم سنگھا کر۔ اور چھہ دفعہ بغیر کلورافارم کے۔ اور یہ نہیں کہ چیرا ناکافی طور پر دیا جاتا تھا۔ یا علاج میں کسی قسم کی کمی تھی مگر ذیابیطس کا غلبہ زور سے تھا۔ اس لئے کاربنکل بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ گردن کی پچھلی طرف سب کی سب جگہ مرگ گئی۔ اور سر کے بالوں کے اندر بھی سوجن چلی گئی۔ اور گردن کے اطراف میں بھی قریب ڈیڑھ ڈیڑھ انچ سوجن آگے کو بڑھ گئی۔ اس کاربنکل کے علاوہ اور چار کاربنکل نمودار ہوئے۔ دو پشت پر۔ ایک دائیں شانہ پر۔ ایک دائیں زانو سے اوپر۔ اسکے علاوہ ۷ پھوڑے جسم کے مختلف مقامات بازو ٹانگوں پر تھے۔ اصل تکلیف کا موجب مولویصاحب کے لئے پہلا کاربنکل تھا جو ایک پھنسی سے اسقدر بڑھا۔ کہ دونو شانوں کے درمیانی حصہ کمر کو اور گردن کو اس نے روک لیا اور چیرا جو دیا گیا۔ قریباً ۸۔ انچ طول میں اور ۶۔ انچ عرض تھا۔ اور قریب ½ ۱۔ انچ گہرا تھا۔ یہانتک کہ شروع ایام میں جبکہ اچھی طرح سے زخم بھرا نہ تھا۔ اسکی طرف دیکھکر اکثر لوگوں کو ہیبت معلوم ہوتی تھی۔ اور اتنے بڑے زخم کا بھرنا ایک اچنبہ بات معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کے فضل سے اور مسیح موعود کی دعاؤں سے گردن کیطرف کاربنکل کا بڑھنا بالکل رک گیا اور زخم سب کا سب بھر گیا۔ اور صرف دو سطحی لکیریں زخم کی جگہ پر معلوم ہوتی تھیں اور کچھ نہیں۔

چار نئے کاربنکل جو تھے۔ انہیں دوائی کی پچکاری کی گئی وہ سبکے سب بیٹھ گئے۔ بازوں پر اور ٹانگ پر جو پھوڑے تھے ان سے بھی بہت تکلیف ہوئی۔ ان سب کو یکے بعد دیگرے چیرے دیئے گئے۔ علالت کے آخر ایام میں ان سب کو قریباً آرام ہو گیا۔ اور مواد کسی زخم میں سے کبھی تھوڑا نکلتا تھا۔ ورنہ وہ اچھے ہی ہو گئے تھے۔

اس بیماری کے دوران میں کئی روز تک سخت پیچش رہی پاخانہ کے راستہ خون اور پیپ آتا رہا۔ مگر اس سے بھی خدا نے نجات دی۔

## خدا کا فضل و استجابت دُعا

مولویصاحب کی بیماری بہت سخت اور خطرناک تھی۔ اس شدت سے اس کا دورہ ہوا کہ میں ایمان سے کہہ سکتا ہوں کہ مولوی صاحب کا اتنی لمبی میعاد یعنی ۱۰ دن تک زندہ رہنا ایک معجزہ تھا۔ اور یہ محض حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ ورنہ میں خدا کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ ہم بہت سے ڈاکٹر مولویصاحب معالجہ کے لئے جمع تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی موجود تھے۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ مولویصاحب کی ایسی نازک حالت ہوتی تھی کہ ہماری طبی نگاہ میں انکا چند گھنٹے بھی زندہ رہنا ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب کبھی کہ ہم گھبرا کر حضرت اقدس کی خدمت میں ان کی نازک حالت کا ذکر کرتے۔ آپ کبھی کوئی کلمہ یاس یا ناامیدی کا زبان پر نہ لاتے۔ بلکہ ہم سب کو بہت تسلی دیتے۔ اور ہمیشہ یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ بہت قدرتوں کا مالک ہے اس کے فضل کا ہر دم امیدوار رہنا چاہیئے۔ ہمارا بھروسہ تو اسی ذات پر ہے اور آپ دعا میں مشغول ہو جاتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ قضا و قدر جب نازل ہو جاوے۔ تو اوسے کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ مگر حضرت اقدس کی دُعا کا اثر بیّن ہوتا تھا۔ اور فوراً ردی علامات میں ایک غیر معمولی تبدیلی ہو کر آرام کی صورت ہو جاتی تھی۔ حقیقت میں قضا و قدر کے ساتھ ایک لڑائی ہی تھی۔ الغرض دعاؤں نے اپنا اثر دکھایا کہ اصل عارضہ کاربنکل کا بالکل اچھا ہو گیا۔ اور درمیانی عوارض بھی اچھے ہو گئے۔ یہان تک کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مجھے اصل بیماری سے بالکل صحت ہو گئی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالے دو تین روز تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ مگر بموجب الہام الٰہی ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موت کے تیر خطا نہیں جاتے۔ قضا و قدر نے اپنا کام دوسرے رنگ میں کیا۔ یعنی مولوی صاحب کو ذات الجنب ہو گیا۔ جس سے تپ ۱۰۷ درجہ کا ہوا اور الہام الٰہی ۴۷ سال عمر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کے مصداق ہوئے۔

میں بعض درمیانی امور پیش کرتا ہوں کہ جن سے میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب مرحوم کے لئے جو خدا تعالیٰ نے اس مہلک مرض میں اس قدر تاخیر کی۔ یہ محض ایک خوارق عادت امر تھا۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ کو مولوی صاحب مرحوم پر کلوروفارم سونگھا کر اوپریشن کیا تھا۔ اور ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب پروفیسر سرجری آگرہ میڈیکل کالج نے ان کو کلوروفارم دیا تھا۔ اور اپریشن قریب گیارہ بجے دن کے ختم ہوا تھا۔ اوپریشن کے بعد قریب شام تک میں مولوی صاحب کے پاس بیٹھا رہا۔ ہاتھ پاؤں بالکل سرد ہو گئے۔ نبض بالکل کمزور تھی۔ اور باقاعدہ نہ چلتی تھی۔ کسی وقت ایک دو حرکتیں دل کی بالکل ساقط ہو جاتی تھیں گویا کہ دل حرکت کرتا کرتا رک جاتا تھا۔ ہوش نہ تھا اور اس کے علاوہ پیٹ میں نفخ بہت تھا۔ اصل میں مولویصاحب کو ذیابیطس کیوجہ سے عام کمزوری بہت تھی۔ اس کے علاوہ شدت درد و کرب کیوجہ سے کئی دن سے غذا اندر نہ گئی تھی۔ اسپر اپریشن پر طبیا بھاری کا ہوا۔ بہت سا خون گیا۔ کلوروفارم بہت سی مقدار میں سونگھانا پڑا۔ اس لئے انکی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی۔ ہم نے ہر ایک قسم کا علاج کیا۔ کہ دل اپنی اصلی حالت پر آوے اور ہوش آئے۔ مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی۔ اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے جاتی تھی۔ ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن و اسسٹنٹ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور بھی قریب چار بجے دن کے لاہور سے تشریف لائے۔ وہ بھی ان کی حالت دیکھکر سخت پریشان و حیران ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں معلوم ہوتی۔

حضرت اقدس گھڑی گھڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں ان کی نازک حالت کی اطلاع دی گئی۔ اس خبر کو سننے سے جیسے کہ ایک حقیقی غمگسار اور سچے مشفق کو صدمہ ہوتا ہے۔ آپ کو صدمہ محسوس ہوا۔ اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے ایک تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے۔ واللہ کہ ہم اس سے زیادہ اس مسیح میں اپنے روحانی فرزند کے لئے پایا۔ آپ پھر اندر تشریف لے گئے۔ کچھ مشک لائے۔ فرمایا کہ مولویصاحب کو دو۔ پھر آپ دُعا میں مشغول ہو گئے۔ کہا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ اور فرمایا کہ خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ وہ چاہے تو مردہ میں جان ڈالدے۔ اس کو سب قدرت ہے۔ مشک بھی دیا گیا۔ پیشتر اس کے اس سے بہت زیادہ طاقتور ادویہ دی جا چکی تھیں۔ بلکہ جلد میں بذریعہ ہائی پوڈرمک سرنج (یعنی باریک پچکاری) دی جا چکی تھی۔ کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ مگر میں اس بات کا شاہد ہوں۔ اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہیں۔ کہ ادہر حضرت مسیح نے دعا کے لئے سجدہ میں سر رکھا۔ اور ادہر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تھی۔ اصلاح پکڑنے لگی۔ اور ابھی حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی۔ جیسے کہ کبھی کوئی ضعف نہ تھا۔ اسوقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مونہہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا۔ کہ "ان کی نبض کا درست ہونا ایک معجزہ ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس حالت کے بعد اس ضعف کی حالتیں اور دل کے بالکل رہ چکنے کے بعد پھر کسی کا دل قوی ہو گیا ہو اور حالت درست ہو گئی ہو"

ایسے شخص کے لئے جو تعصب نہ رکھتا ہو حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے اور ان کو ایک باخدا انسان ماننے کے لئے اس ایک ہی نشان میں کافی ثبوت ہے۔ یعنی ہم دنیا میں یہ عام نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو کسی سے سچی محبت اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس کے لئے رد بلا کرنے کے لئے وہ وسائل استعمال کرتا ہے۔ جن پر اسے سب سے زیادہ بھروسہ ہوتا ہے۔ اب ہم ایک طرف تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جب مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر پائی۔ تو ان کو اس سے ایسا صدمہ ہوا کہ بلا مبالغہ ان کے والدین کو (جو اسوقت وہاں موجود تھے۔ ایسا صدمہ نہ ہوا تھا۔ دوسری طرف جو معالج ہیں۔ وہ سب قسم کے حیلے استعمال کر چکے ہیں۔ اور وہ برابر سات گھنٹے اسی تدبیر میں لگے رہے کہ ان کا دل طاقت پکڑے اور جسم میں حرارت غریزی قایم ہو۔ اور ہوش آوے۔ آخر ناچار ہو کر انہوں نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اس روحانی باپ کے سامنے کیا جس کا ایک کارکن اور لایق فرزند جو دینی خدمات میں اول نمبر پر تھا اور خدا کیطرف سے مسلمانوں کا لیڈر ہونے کا خطاب بھی پا چکا تھا۔ ایسی حالت اضطرار میں جو کچھ حضرت اقدس سے ظہور میں آیا۔ وہ ان کی اصلی قلب کی حالت ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اسے ان کا عظیم الشان نشان ماننا ضروری ہے ہم نے بحیثیت طبیب صدہا بلکہ ہزارہا ایسے عزیز ایسی نازک حالت میں دیکھے ہیں اور ان کے لواحقین جب اپنے مریض کی آخری حالت

کا مشاہدہ کرتے ہین۔ (جیسے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی حالت تہی) اور اگر ڈاکٹر یا معالج طبیب چہرہ پر بہی مایوسی کے آثار دیکھتے ہین۔ تو اون کی حالت ناگفتہ بہ ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت مین اون کو کچھہ نہ سوجھتا۔ اور اکثر مریض کے مرنے سے پہلے گویا کہ خود مرجاتے ہین۔ مولوی صاحب کی اس نازک حالت کی خبر سے مولوی صاحب سے ہرایک محبت رکھنے والے کہ جو اس وقت قادیان مین موجود تہے۔ (جو بلحاظ بشریت کے ضروری تہا) وہ گویا کہ دم واپسین کی گھڑی تہی۔ دنیاوی رشتہ دارون کے لحاظ سے ان کے سب سے زیادہ قریبی ان کے بوڑہے والدین تہے۔ اور ان کی دونون بیویان تہین۔ ان کی اسوقت حالت وہی تہی۔ جو ہم عام طور پر لوگون مین دیکھتے ہین کہ ان کے رونے اور چلّانے کی آواز آتی تہی۔ اور وہ ایسے اس غم مین مبتلا تہے کہ گویا کہ اپنی طرف سے اس عزیز کے لئے سب وسائل علاج کے منقطع کر بیٹہے ہین۔ مگر ادہر ہم نے اس خدا کے فرستادہ کا حال دیکھا کہ جیسے کہ مینے پہلے ذکر کیا ہے کہ سب سے زیادہ صدمہ آپ کو محسوس ہوتا ہے ہم اون کے چہرہ کو دیکھ رہے تہے [illegible] مین سچ کہتا ہون کہ اگر ہم مین سے کوئی ہوتا۔ اور اس کے دل مین وہ محبت ہوتی جو حضرت [illegible] اقدس کو اس مرحوم سے تہی۔ تو وہ اس [illegible] [illegible] آپ نے اپنے صبر و استقلال کا وہ نمونہ دکہایا کہ جس کی نظیر دنیا مین [illegible] سال سے [illegible] تہی [illegible] الفاظ حسرت یا یاس کا زبان پر نہ لائے اور اس پیارے کی دم واپسین کی گھڑی مین انہون نے اپنے ایمان اور خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور اوسکی رحمتون اور اوس کے فضل سے ایک کامل امید کا وہ نمونہ دکہایا کہ اس سے سب شکستہ دلون کی ایک ڈھارس بندہ گئی۔

عام طور پر تو طبیب بیمار و بیمار کے متعلقین کی تشفی کا موجب ہوتے ہین۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ قریب تہا کہ صدمہ سے ہماری کمر ٹیڑھی ہو جاتی مگر حضرت اقدس نے اپنی قوت قدسیہ سے ہماری کمرون کو سیدھا کیا اور ہم کو پہر ہمارے عزم مین مضبوط کیا اور خود اس منعم حقیقی کی جناب مین دعا مین مصروف ہوئے۔ یہ گویا کہ آپ پر ایک بہاری ابتلا کا انتہا تہا۔ مگر آپ کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکھکر رحمت الٰہی نے اس جوش سے نزول کیا۔ کہ ایک آن کی آن مین اس مردہ مین کہ جس نے قریباً سات گہنٹے سے ہاتہہ پاؤن نہ ہلایا تہا۔ اور جس کے ہاتہہ اور پاؤن برف کی طرح ٹہنڈے ہو چکے تہے اور نبض بہی الوداع کہتی جاتی تہی۔ نئے سرے سے جان ڈالدی۔

مین ایمان سے کہتا ہون۔ کہ مولوی صاحب کے دوران علالت مین ہم نے بے اندازہ نشانات دیکھے جن سے کہ اس خدا کے مسیح پر ہمارا ایمان پہلے سے کئی سوگنا زیادہ مضبوط ہوا۔ اور ہم نے اس ایمانی حلاوت کو اپنے اندر اس طرح سے محسوس کیا۔ کہ گویا ہمارے جسم کے ہرایک ذرہ مین انوار سماوی اور برکات الٰہی کی ایک نہر چلی جس سے ہمارے ہر رگ وریشہ نے ایک لذت اٹہائی۔ گویا کہ ہم نے اس زندہ خدا کو اپنی آنکہون سے دیکھہ لیا۔ جس کی طرف اس کا مسیح کل اہل دنیا کو بلا رہا ہے (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

برمن او جلوہ نمود است گر ابلی بہ پذیر

اور واقعات کو تو مین بعد مین پیش کرونگا مگر مین اس ایک واقعہ کیطرف ان لوگون کو توجہ دلاتا ہون۔ جو چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر کے گند اور آلائش کو دور کرے۔ اور وہ اس نور معرفت کو حاصل کرلین۔ جس سے ان کے اندر کی سب تاریکیان دور ہوجاوین اور وہ اس خدا کو پالین۔ جسکے لئے ابتدا سے آفرینش سے لیکر اب تک ہرایک اہل بصیرت کی تڑپ رہی ہے۔ اور جس کا ہر ایک نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ اس نعمت عظمےٰ کو پا کر پہر اور کسی بات کی آرزو نہین رہتی۔ اور یہ وہ شربت ہے کہ اسکو پینے کے بعد پہر کبہی پیاس نہین لگتی۔ اور یہ وہ خوان ہے کہ جس سے بہرہ ور ہونے کے بعد پہر اور کسی چیز کی بہوک ہی نہین رہتی اور یہ وہ وصال ہے کہ اس کے بعد کوئی اور تمنا باقی نہین رہتی۔

چشم دل اند کے چو گرد د باز
سر د ر گرد د بر آدمی ہمہ آز

اب اگر اس خدا کو ہی پانا مقصود ہے۔ تو ہمکو قرآن سے اور تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمیشہ سے یہی سنت اللہ چلی آئی ہے کہ انسانون کی ہدایت کے لئے ہمیشہ بشر رسول ہی آتے ہین۔ اب غور کرو۔ جیسے کہ روحانی ظلمت اسوقت دنیا مین چہائی ہوئی ہے۔ کیا پہلے بہی کبہی ایسی تاریکی جہان مین تہی۔ آج ۴۰ کروڑ انسان دنیا مین موجود ہین جو ایک عاجز انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہین۔ اور اس فرد اکمل اور افضل البشر اور خیر الرسل محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین اس زمانہ مین وہ وہ توہین آمیز الفاظ مخالفین مذہب استعمال کررہے ہین۔ کہ ان کو سننے سے ایک مومن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین۔ اور اوس اُمت مین سے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر الاُمت کہا تہا۔ کئی لاکہہ انسان مرتد ہوچکے ہین اور بجائے اسکے کہ وہ کوئی خدمت اسلام کرتے۔ مخرب اسلام بنے ہوئے ہین۔ اب اے خدا کو چاہنے والے لوگو اور اے محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکہنے والو کیا اب بہی وہ وقت نہین آیا کہ اللہ تعالیٰ امت مین سے کسی کو منتخب کرے۔ کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام کرے۔ اور جو اپنی طہارت باطنی اور تعلق باللہ سے اسلام کے ایک مذہب ہونے کا ثبوت اور دلیل اپنے اندر رکہتا ہو۔ بہائیو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کریگا۔ اور ایسا ہی قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس دین کی رسول اللہ کے بعد سچے خلفاء رسول سے تائید ہوتی رہے گی۔ تو اب صدی کے سر پر بہی ۲۳ سال گذر گئے ہین۔ کیا اگر اب بہی وہ مصلح نہ آئیگا۔ تو پہر کسوقت آئیگا؟ اسلام تو مخالفین کے نرغے مین اسطرح پہنسا ہوا ہے۔ کہ اب بہی اگر خدا کی طرف سے نصرت نہ ہو۔ تو اسلام کا کچھہ باقی نہین رہتا۔

پس ہمارا [illegible] نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

اب اگر ہمارے جیسے بشر نے ہی رسول ہوکر آنا تہا۔ اور [illegible] امت سے ہی ہونا تہا۔ جیسے کہ حدیث اماکم منکم سے ثابت ہے۔ تو پہر ذرا دائین بائین آگے پیچہے نظر مارو۔ کہ کون ہے جو وہ تعلق محبت اور قرب الٰہی کا رکہتا ہے۔ جو اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارہ پر لگا دے۔ اپنے قرب وجوار مین نہین تو اپنے شہر مین نظر مارو۔ اپنے شہر مین نہین تو اپنے صوبہ مین نظر مارو اپنے صوبہ مین نہین تو اپنے ملک مین نظر مارو۔ اپنے ملک مین نہین تو کل جہان پر نظر مارو۔ اور اگر آپ کو اب بہی وہ مبارک وجود نظر نہین آتا تو ادہر آؤ مین تم کو بتاتا ہون کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہین۔ اور خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ وہی ہے خدا کا برگزیدہ اور سچا خلیفہ و نائب رسول وہی ہے جو اپنے سینہ مین اس اُمت محمدیہ کے لئے ایک جوش رکہتا ہے۔ کہ جسکی نظیر دنیا بہر مین نہین۔

وہی ہے

کہ جو اس دین کے لئے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنے اندر ایک ایسی حرارت رکہتا ہے کہ وہ قریب ہے کہ باطل کو کہا جاوے وہی ہے۔ کہ اسلام کے روشن چہرہ سے جہاد کا داغ مٹانے کے لئے آیا ہے۔ جو نادان دشمنون نے لگانے کی کوشش کی ہے۔ اور وہی ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے ایک قطرہ خون کو گرانا بہی ضروری نہین سمجہتا۔ وہی ہے۔ کہ جو اپنے دلایل اور براہین سے جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسکو ملے ہین۔ تمام دنیا مین پہر اسلام پہیلائیگا۔ اور اسلام اور قرآن اور محمد عربی کے چہرہ کو دنیا پر ایسا روشن کرے گا۔ کہ وہ اس آخری زمانہ مین ایک آفتاب کی طرح چمکے گا تا کہ ہرکوئی اسکا مُنہ دیکھہ لے۔

بمنت این اجر نصرت را دہندای اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یہ وہی ہے کہ جو مردون کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ جیسے قرآن شریف مین ہے۔ کہ

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ و رسولہ اذا دعاکم لما یحییکم۔ اور

مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین مردہ تہا اسنے مجہے زندہ کیا ہے اور میرے ساتہہ اور سدہا مردہ تہے۔ جو کہ اس کے ہاتہہ پر زندہ ہوئے ہین۔ وہ اپنے نفوس پر آپ شاہد ہین۔ اس لئے اے ہمارے دوستو اور بہائیو! اگر تم واقعی اپنی روحانی موت کو محسوس کرتے ہو تو اس کے پاس آو وہ تم کو زندہ کریگا اور تم اس زندہ خدا کا مونہہ دیکہو گے۔ کہ جسکو نہ پہچاننے کے لئے یہ مردنی تم پر چہائی ہوئی ہے۔

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

# سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پیشتر اس کے کہ موجودہ سفر دہلی کے ضمن میں تمام دہلی کے حالات لکھے جاویں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں جو سفر اعلیٰ حضرت نے دہلی کا کیا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جاوے۔ تاکہ جب اس سفر کے واقعات کو پیش کریں تو سفر سابقہ کے واقعات سے مقابلہ کرنیکا عمدہ موقع مل سکے۔

میں اس سفر میں خود ساتھ نہ تھا۔ اسلئے چشمدید نہ تھا اور حالات جو اسوقت شائع کئے گئے تھے انکا اندراج خالی از لطف نہ ہوگا۔

۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کی صبح کو حضرت اقدس مسیح موعود دہلی میں رونق افروز ہوئے اور نواب لوہارو کی کوٹھی بازار بلی ماراں میں فروکش ہوئے۔ جونہی حضرت کی تشریف آوری کی خبر دہلی میں مشتہر ہوئی جوق جوق لوگ حضرت کے پاس آنے شروع ہوئے بیچارے پشتہا پشت سے قہر الٰہی کے مقہور اور غضب الٰہی سے مغضوب لوگوں میں نیکی کے قبول کرنیکا مادہ ہی کہاں باقی رہا تھا کہ آدمیت کے ساتھ حضرت کا کلام سنتے اور اس پر غور و فکر کے بعد اس سے دین و دنیا کا فائدہ حاصل کرتے۔ جہانتک انکی سمجھ تھی جیسی کہ انہیں مدت مدید کی مشقوں سے عادت پڑگئی ہوئی تھی اسطرح کہ بیچارے ختم اللہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم کے زیر کے نیچے آئے ہوئے تھے۔ اسی حد تک اور ویسی ہی اور اسیطرح انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا اور انکے کلام کو سنا۔ کلام سننا تو درکنار اگر مجلس میں اگر صرف آدمیت اور اہلیت سے ہی بیٹھتے تو غنیمت تھا۔ سارے اوصاف حمیدہ کے عوض میں بیچارے دہلویوں کو ایک بان دراز ملی ہوئی تھی وہ کب انہیں دم لینے دیتی تھی۔ آئے ہیں تو اسطرح کہ خون آنکھوں میں بھرا ہوا ہے۔ چہرہ مارے غضب اور غصہ کے کالا ہو رہا ہے گویا اُن کے باپ کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے اور اس کا بدلہ لینے آتے ہیں۔ اور بیٹھتے ہی نہیں سلام علیک تک نہیں لی۔ آتے ہی دو چار پھبتیاں حضرت پر چبائی ہیں۔ دو چار گالیاں نکالی ہیں۔ اور دو چار دھمکیاں دی ہیں۔ اور یوں بھاگے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اور جو ذرا بیٹھ گئے ہیں۔ وہ کلام سننے کی غرض سے نہیں احقاق حق کی نیت سے نہیں۔ بلکہ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے جو اس کے بھائی سے غصہ میں جلد چلے جانیکی وجہ سے باقی رہ گئی تھی۔ غرض ایک نے دوسرے کا خوب ہی ہاتھ بٹایا۔ ایک ہجوم جہلا اور سفہا کا حضرت کے آس پاس ہے۔ اور آئین مہمانداری اور خلق اسلام ایسی خوبی اور عمدگی کے ساتھ بجا لا رہے ہیں کہ انکی نظیر دنیا کے مسلمانوں میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت انکی تو سن رہے ہیں۔ انکی زہر آلود آنکھیں اور خون بھرے چہرے دیکھ رہے ہیں اور چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کوئی بہت ہی سر چڑھ گیا ہے۔ تو نہایت نرمی اور ملایمت سے سمجھانا شروع کیا ہے۔ مگر سمجھنے کی کس کو غرض تھی۔ وہ تو گالی دیکر ثواب حاصل کرنے آئے تھے۔ انہیں تو یہ مسئلہ سکھایا گیا تھا۔ کہ تبرے پر ہی انکی نجات منحصر ہے۔ سو سال کی بندگی سے ایک تبرا بہتر ہے مایوں تو دہلی کے بچے اور بیتے اور بڑے مشہور ہی تھے اور ہم نے اکثر ایسا سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا اور دیکھا تو جیسا سُنا تھا اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر پایا۔ بیشک زباندرازی دہلی والوں کا حق ہے آجکل ان کے پاس ایک ہی زبان رہگئی ہے اور جو کچھ ہے ان کے پاس یہی ہے۔ یوں چبڑ چبڑ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے مویشی اپنے دہن میں اگالی کر رہا ہو۔ زبان گویا ان کے قابو میں ہی نہیں اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ انکی زبان کب بکا کر کہیں کی کہیں جا پہونچتی ہے۔ ابھی نہیں جناب [illegible] توانہیں ہوش رہتا ہے مگر آگے کچھ خبر نہیں [illegible] تاریخ میں کبھی پڑھا کرتے تھے کہ دلی والوں نے بے سرو پا بک بکا کر کے قتل عام کرا دیا [illegible] بچہ کو تہ تیغ بیدریغ کرا دیا۔ مگر باور نہیں آتا تھا کہ ایسا کسطرح ہوا ہوگا۔ آخر دلی میں انسان ہی تھے اور کیا وہ ایسے ہی گئے گذرے تھے کہ انہیں اپنے نفع و ضرر کی بھی خبر نہ تھی مگر اب تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ وہ اس سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ایسے واقعات انکی بے پرکی اڑانے کی بدولت [illegible] ہوں تو تعجب کی بات ہے۔ وہ مسیح موعود کے مسئلہ کو بھی ایک کھیل سمجھے اور انہیں اپنی زبان کے چٹخارے لینے کا ایک دلپسند مشغلہ بن گیا۔ انکی طبیعتیں ٹھٹھہ اور تمسخر کی پہلے سے عادی تھیں ضد اور ہٹ دھرمی گویا انکی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور "رسی تو جل گئی لیکن بل نہ گیا" کے پورے مصداق تھے انہوں نے حضرت کی کلام سحر نظام کو ٹھیک یہودیوں کی طرح جو مسیح کی باتوں کو ٹھٹھے میں اڑاتے رہے تمسخر میں اڑانا شروع کیا اور ٹھیک اس زمانہ کے یہودیوں کی طرح حضرت اقدس مسیح موعود پر طرح طرح کے بہتان باندھنے لگے۔ اور الحاد و کفر کے نعرے بلند کرنے لگے حضرت مسیح موعود پر بھی وہی الزام لگایا [illegible] یہودیوں نے حضرت مسیح [illegible] "یہ توریت کے حکموں کو [illegible] معانی کو بدلتا ہے۔ یہ کفر بکتا ہے" اور حالانکہ حضرت مسیح نے پکار پکار کر کہا کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں اور اسکی صداقت ظاہر کرنے آیا ہوں۔ مگر یہودیوں نے ایک نہ سُنی۔ ایسے ہی حضرت اقدس نے پکار پکار کر اشتہار دیکر بلند آواز سے فرمایا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو اہل اسلام کا ہونا چاہیئے۔ میں مسلمان ہوں محمدی ہوں مگر اہل دہلی نے نہ ماننا تھا نہ مانا پہچانا۔ دہلی والو انہیں اگر اپنی اس ضد اور ہٹ دھرمی پر اور اس حق پوشی اور یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم کے مصداق ہونے پر فخر اور ناز ہے۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ مگر سچ پوچھو تو ہمیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے کیونکہ اس فخر اور ناز کا انجام رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ دلی والو ہم پر خفا نہ ہونا تمہاری تہذیب اور شائستگی اور تمہاری علمیت اور فضیلت کے ثبوت میں خود تمہارے ایک ہموطن نے جو تم ہی میں سے ہیں ۱۲۔ اکتوبر کے اشتہار میں جہاں اور خرافات بکا ہے (جسکی ہم انشاء اللہ معہ دیگر مفتریانہ اشتہارات کے اسی ضمیمہ میں صحیح واقعات سے دھجیاں اڑاتے ہیں) تمہارے چند فقرات بھی نقل کئے ہیں جنپر تمہارے اپنے ہی ہموطن سر پیٹ پیٹ کر کہہ رہے تھے "ہائے انہوں نے دلی کی آبرو خاک میں ملا دی ہائے یہ دلی والوں کی تہذیب اور شائستگی!!!" غرض یہ تو دلی کے عوام الناس کا مختصر حال ہے جو فحش اور بدزبانی کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں اور جنکی نسبت انکی بعض اپنے ہموطن بتاتی ہیں اور ان کے حالات سنکر شرم اور حیا سے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔

اب وہاں کے رؤسا اور علماء کا حال سنئے رؤسا کی نسبت تو ہم اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جہاں عوام الناس لوگ علماء کے اشتعال دلانے والی تقریروں سے برانگیختہ ہو رہے تھے۔ وہاں رؤسا بھی انکی مفتریانہ تقریروں سے متاثر تھے اور وہ بجائے اس کے کہ ایک ثالث بالخیر بنیں ایک فریق بن گئے تھے اور اس لئے ان سے بھی انصاف کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور ان پر ہمیں صرف اتنا ہی افسوس کا حق ہے کہ انہوں نے انصاف سے جو ہر ایک شہر کی معزز اور مقتدر پارٹی کا خاصہ ہوا کرتا ہے کام نہ لیا اور اپنے علماء کی یکطرفہ تقریر سے متاثر ہو کر پارٹی فیلنگ کا اظہار کیا اور انصاف کے موقع پر پارٹی سپرٹ کو استعمال کیا اور سب سے زیادہ افسوس ہمیں انپر ہے جو محض ہمدردی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایک اہل اللہ مسیحا دم کے فیض سے محروم رہے فیض کا دریا ایک ان کے گھر چلا آیا تھا۔ مگر انہوں نے بند باندھکر اسے روک دیا اور گویا تے ہیں بر او تو چشمہ آتے ہیں تا لے اکے بموجب۔ یہ فیض کا پانی اور ہزاروں نے پیا مگر بیچارے دلی کے رؤسا تو محروم رہ کر۔

جب عوام الناس کی تو تو حد سے گذر گئی اور ایک ایک کے سمجھانے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور سوائے اپنا مغز خالی کرنے اور اس کے معاوضہ میں گالیاں سننے کے اور کچھ مفاد نہ نکلا اور دہلی کے مولویوں کی افترا اور بہتان جو وہ لوگوں کو سکھا سکھا کر حضرت کے پاس سنانے بھیجتے تھے حد سے زیادہ گذر گئے تو حضرت اقدس نے ۲۔ اکتوبر کو ایک اشتہار بعنوان "ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علماء نامدار" دیا۔ اور اس میں بڑے زور کے ساتھ ان جھوٹے بہتانوں اور افترا پردازیوں کی جو دہلی کے ملاؤں نے انپر لگائے تھے اور بواسطت جہلا آپ تک پہونچائے تھے تردید کی۔ اور ساتھ ہی ان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے ملاؤں کو میدان میں آنیکی دعوت دی۔ یہ اشتہار ایسے دل اور قلم سے نکلا ہے اور اس میں اسقدر تاثیر بھری ہوئی ہے۔ کہ پتھر دلوں کو سنایا جاوے تو وہ بھی موم کیطرح پگھل جائیں مگر بقول حضرت اقدس ؎

برسنگ سکینہ اثر ایں منطقم نگر
بے بہرہ ایں کساں زکلام موثرم

دہلی کی سنگلاخ زمین پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ دلی کے ملاں بجائے اس کے کہ اس اشتہار کے فقرے فقرے پر غور کرتے اور اگر واقعی انکی غرض حق بینی اور احقاق حق کی تھی تو خوف خدا سے ڈرتے اور نہایت مودبانہ اور مہذبانہ طور پر ایک متنازعہ امر کا تصفیہ کرتے اور حضرت اقدس کے اقرار صالح پر جو اس اشتہار میں کیا گیا اپنے بہتانوں اور افترا پردازیوں کو واپس لیکر سعادت دارین حاصل کر لیتے وہ اور ضد پر آئے۔ اور کیوں نہ آتے انکی غرض احقاق حق کی نہیں تھی وہ تو عوام الناس کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے میں اپنا فائدہ سمجھ رہے تھے انہیں دنیاوی نام آوری کا لالچ تھا۔ گو انہیں بھی انہیں سوائے اندوہ و یاس و حرمان اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ وہ اور جوش میں آئے اور انہوں نے حضرت اقدس کے اشتہار کی تاثیر کو روکنے کے لئے مخالفانہ وعظ شروع کئے اور کلمۃ اللہ کی اشاعت کو روکنے کیلئے جہانتک کوشش کی کہ جہانتک قابو چل سکتا تھا۔ (باقی آیندہ)

# میری کھلی چٹھی کا جواب آگیا

معزز ناظرین الحکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم مطبوعہ مورخہ ۱۷ دہم ۲۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء میں میری طرف سے جو کھلی چٹھی بنام مولوی کلیم اللہ صاحب مجہیانہ چہپی ہے۔ اسے پڑہکر آپ میں سے بعض نے جو قدردانی کے خطوط اس عاجز کو بہیجے ان کے جواب میں شکریہ کے ساتھ عرض ہے کہ وہ تعریفی کلمات حقیقت میں میرے سید و مولی خاتم الخلفاء بروز الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے سزاوار ہیں جن کی قوت قدسیہ و فیضان ملکیہ نے ہم سے ناچیز انسانوں کو کسی قابل بنادیا۔ ذاتی طور سے ناچیز میں کوئی طاقت نہیں۔ یہ سب کچہہ اللہ جل شانہ کی [illegible] ہے۔

[illegible] آپ اس امر کے بہی منتظر ہونگے کہ مکتوب الیہ سے اس کا کیا جواب ملا ہے جو عوام الناس میں عالم باعمل مشہور ہے۔ سو وہ جواب جو کچہہ کہ آیا ہے درج ذیل کرتا ہوں۔ [illegible] کی بہی [illegible] امام علیہ السلام کی [illegible] کا ثبوت ملتا ہے اور [illegible] (ضرورت [illegible] وقت حق کے ساتہہ اس کا نزول ہوا ہے) سبہ نکلتا ہے۔ دیکہئے یہ آج کل ہمارے مسلمان بہائیوں کے بعض علماء و مشائخ کی اخلاقی حالت کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت بخشے۔ سوائے دعا کے ہم کچہہ اور نہیں کرسکتے اور بجز صبر کے کچہہ نہیں کرسکتے۔ الّا ماشاء اللہ۔ واقعی اگر ظہر الفساد فی البر والبحر (جاہل اور عالم دونو کے اخلاق میں فساد ظہور پذیر ہوگیا ہے) کا وقت نہ ہوتا تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی کیا ضرورت تہی۔

## نقل خط حضرت مولوی کلیم اللہ صاحب ساکن مجہیانہ

مولوی امام الدین دورویہ متصف باوصاف دور ویگان کو اللہ تعالےٰ اس کار میں محکم رکہے۔ کلیم اللہ بکرو بعد السلام کے واضح ہو کہ امروز یک کارڈ جہلم سے مولوی فقیر محمد و مولوی کرم دین صاحب نے بہیجا کہ ظہور فرزند سامی نگشتہ (یعنی حرامزادہ

یہ ان لوگوں کے تقوے کی حالت ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ثم یرم بہ بریًا فقد احتمل بہتانًا واثمًا مبینًا۔ ان الذین یرمون المحصنٰت الآیۃ

نے دو تین ورق در مذلت و اہانت و فوقیت این کے گوش کریم نے اسکو سن نہیں سکتے۔ لکہا ہے جو پانی پیرون سے باہر جاتا ہے۔ غرض جو اس نکشتہ نے درجہ اہانت سے نہیں چہوڑا۔ حالانکہ پیرسش انہوں میں وہ ملزم ہوا۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) لے مولوی صاحب [illegible] کنتا الحجال محکم کہا ہے [illegible] ظاہر ہے اور [illegible] ذات پر [illegible] جاسکتا ہے) اگر میں نہ رکہتا تمہارا [illegible] وہ ہوا [illegible] لم [illegible] الی [illegible] [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] جو [illegible] کرتا گرحق سمجہا تو [illegible] اللہ تعالےٰ [illegible] اگر مہلت زندگانی کی ہوئی۔ تم جانا لوگ [illegible] عزت کی اہانت میں کیا یاد [illegible] فقط

(حضرات! خدارا انصاف کیا اس کہلی چٹہی میں کوئی کلمہ یا لفظ بہی ایسا ہو جسمیں اہانت یا بدتہذیبی پائی جاتی ہو۔ بخلاف اس کے دیکہئے یہ تحریر دہمکی و ننگ سے لبریز۔)

احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات

## نظم

از ناصح ساکن [illegible]

بنا ہے مرکز امید و خواہش قادیان اپنا
وہ سنگ آستان میرا ہے سنگ قادیان اپنا
مسیح و مہدیٔ احمد ہوا ہے پاسبان اپنا
نکالا ظلمتوں سے بنکے رہبر کاروان اپنا
ہمائے اوج ہستی ہوں فلک پہ آشیان اپنا
گلے ہوں نو دمیدہ وہ اگر ہے بوستان اپنا
ہے ویرانہ دل میرا بہشت جاودان اپنا
بنایا اس دل افگار نے ہے لہلہاتا گلستان اپنا
زمانہ ہم سے پہر جائے محبت سی پہرے کب دل
ازل سے دردِ الفت کا یہی تو ہے مکان اپنا
نہ دل پہلو میں ہے نہ ہے ہمراز جان کوئی
سنائیں کس کو ہم یارب بیان ناتوان اپنا
ہماری پوچہئے دل ہے رہین بادہ الفت
اسی کے ایک جلوہ پہ ہے قربان مال و جان اپنا
فنا سا آشیان سے نہ ہمیں ہے خبر گلشن کچہہ
ہے اوڑہا ہم صفیر وہ جو تہا اک باغبان اپنا
ہماری بیکسی پہ بیکسی خود رحم کرتی ہے
الٰہی کوئی بنکے دے تسلی مہربان اپنا
[illegible] روح و روح جان ہماری یاد تیری ہے
[illegible] الٰہی اک جہان ہو رازدان اپنا
لگتا ہے [illegible] گر الٰہی مرہم تسکین بہی ہو
[illegible] دل اتنا ہے بار گران اپنا
[illegible] آنسو بہاتی ہے
[illegible] نام و نشان اپنا
[illegible] یہ زندگی اپنی
[illegible] ہے یہ مرغ نیم جان اپنا
[illegible] نور احمد کا [illegible] عکس پڑ جائے
[illegible] ہماری آنکہ لڑ جائے

## [illegible] کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس میں رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا چہپر بنوانے کی ضرورت ہے اور اوسپر تقریبًا ساٹہہ روپیہ خرچ ہونگے اس کا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہوجانا ضروری ہے رقم کوئی بڑی رقم نہیں دس بارہ آدمی ہی ملکر پورا کرسکتے ہیں۔

میں لاہور۔ امرتسر۔ کپورتہلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکہکر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو نوی ضرورتوں میں سابق الخیرات ہیں اسے ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کردیں یہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے۔ امید ہے کہ دوبارہ یاددہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلبا کو آنیوالے امتحان انٹرینس میں شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ و بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اس کیلئے چالیس روپیہ مطلوب ہیں گویا کل ایکسو روپیہ آخر جنوری تک دو ضرورتوں کے لئے بہیجدینا چاہئے۔ ایڈیٹر

# عید الضحیٰ آرہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب ہے۔ احمدی جماعتیں جہاں جہاں ہیں مستعد ہوجائیں تاکہ عید فنڈ جمع کریں اور قربانی کی کہالوں کو بیچ کر انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ میں بہیجدیں پچہلے موقع پر بہی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہوں کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کے ساتہہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بہی وصول ہو تو بہی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہوسکتا ہے۔ کیا ہمارے احباب کوشش نکرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہوجاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تائید پاکر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کردے گی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ میں اسقدر روپیہ جمع کرکے انہوں نے نہ بہیجا تو پہر مدرسہ کی منیجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند مستعد جماعتوں پر اس رقم کو تقسیم کرکے یکدم وصول کرلے مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار۔ جماعت ضلع لاہور دو ہزار۔ جماعت ضلع لودہیانہ ایکہزار۔ جماعت ضلع جہلم ایکہزار۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو۔ جماعت ضلع جالندہر و ہشیارپور پانچسو۔ جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو۔ جماعت ضلع امرتسر ایکہزار۔ جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو۔ جماعت ڈیرہ جات ۲۵۰۔ جماعت ضلع ملتان ۲۵۰۔ ضلع منٹگمری ۲۵۰۔ ضلع لائلپور ۲۵۰۔ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار۔ میرٹہہ مظفرنگر دہلی وغیرہ پانچسو۔ متفرقات ایکہزار۔ ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست میں حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہوسکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑے گی۔ اور شاخ دینیات کے لئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا وہ بہی اسی طرح پر تقسیم کرکے وصول کرلیا جاویگا۔ آخر قومی کام قومی سہارے سے ہی چلیں گے اور جب ایک خاص قوم ہی اپنی اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جسطرح بہی چاہیں اس سے وصول کیا جاوے۔ ساتہہ ہی اس امر کا اظہار بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بہی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنالی جاوے جسکے واسطے ہزاروں ہی روپیہ کی ضرورت پڑیگی اور ہمیں اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام میں ہماری مدد کرے گا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السموات والارض اسی کی شان ہے وہ کوئی ایسی راہ نکالدیگا جو یہ سب کام آسان ہوجائیں گے۔ ساری توفیقیں اسی کے ہاتہہ میں ہیں۔ جو نعم المولیٰ و نعم النصیر ہے۔

٭ مولوی صاحب اگر حنیف نہ ہوتے تو دنیا دی سنت پر لات ملکر احمدی کیوں ہوتے ۱۲۔ عـہ انکو تکلیف فرمانیکی کچہہ ضرورت نہ تہی میں نے خود ہی ہر دو پرچے بہیجدئے تہے۔

# چند سوالون کا جواب

جے پور سے حضرت حکیم الامتہ کے نام ایک خط چند سوالون پر مشتمل آیا تہا۔ حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد سے جناب حافظ حکیم فضل دین صاحب نے اُن سوالون کا جواب لکہا ہے۔ جسکو فائدہ عام کی غرض سے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ سائل کے خط کے مطالعہ سے ناظرین کو یہہ بہی معلوم ہوگا کہ انکا اپنا اخبار الحکم کس طرح پر سلسلہ کی اشاعت کا مفید ذریعہ اندرون ملک مین ثابت ہو رہا ہے۔

اس خط و کتابت کے درج کرنیسے پہلے اس امر کا ظاہر کرنا بہی ضروری ہے کہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین جو شیعہ کا جواب خط چہاپا گیا ہے وہ مولوی سید سرور شاہ صاحب احمدی نے لکہا تہا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ انہون نے نہایت قابلیت کے ساتہہ اپنے مطلب کو ادا کیا ہے۔

(ایڈیٹر)

## سائل کا خط

مخدوم و مکرم بندہ جناب حکیم الامتہ مولوی نورالدین صاحب زاد لطفہ۔ السلام علیکم۔ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

۱۹۰۱ء کا ذکر ہے جبکہ مین بریلی مین تہا تو اخبار الحکم دفتر روہیلکھنڈ گزٹ مین ایک دن اتفاقاً نظر سے گذرا۔ یہہ پہلا ہی موقعہ تہا کہ مرزا صاحب قبلہ کے حالات معلوم ہوے اور آپ کے مسیح و مہدی موعود ہونے کی بابت آگاہی ہوئی۔ اسوقت تو مین نے آپ کی تعلیمات کو نہایت سرسری طور پر دیکہا بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ آپکے دعوون کو لایعنی خیال کیا۔ اس کے بعد مین جے پور چلا آیا اور پہر اس کی بابت کچہہ توجہ بہی نہ ہوئی۔

دو سال کا ذکر ہے کہ میرے مکان کے ایک دوسرے حصہ مین ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب اخبار الحکم و ریویو آف ریلیجنز۔ کے خریدار ہوکر رہنے لگے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کے بہت سے خیالات کے مؤید ہیں۔ اسلئے اون سے اکثر گفتگو ہوتی رہی۔ اور اون کے اخبارات پڑہنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مین وفات مسیح کا قائل ہوگیا اور اب مین پورے طور پر مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہون اور علاوہ اس کے مسیح کی بابت میرے عام مسلمانون کی طرح خیالات نہین ہین۔ لیکن ایک دوسرا مسئلہ نہین حل ہوا جسکو آپ کے سامنے پیش کرتا ہون۔ اور مجہے آپ کی ذات سے قطعی امید ہے کہ آپ ازراہ اخوت اسلامی اس ناچیز کی ضرور تشفی فرمائینگے۔ اور وہ مسئلہ **مرزا صاحب کے مسیح و مہدی موعود ہونیکی** بابت ہے اور اس مین مجہے حسب ذیل شبہات ہین

(۱) جبکہ قرآن شریف مین صاف طور پر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آچکا ہے تو اب اسلام کی تقویت کے لئے کسی مسیح یا مہدی کی کیا ضرورت۔

(۲) ایک آدمی تین شخصون کا بروز کیسے ہو سکتا ہے۔ اور کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین اور کرشن کی اسلام کو کیا ضرورت۔ اور ہندو کرشن کے آنے کے قائل نہین وہ تو کہتے ہین کہ سنبل ضلع مراد آباد مین کلیا اوتار لیگا۔

(۳) مرزا صاحب کی اکثر پیشین گوئیان غلط ثابت ہوئین۔ عبداللہ آتہم پیشین گوئی کے موافق تباہ نہ ہوا۔ مقتول مکذب پیشین گوئی کے بعد مرا۔ قادیان مین طاعون آگیا۔ حسب وعدہ اب تک دوسرا زلزلہ نہ آیا۔

(۴) مرزا صاحب نے حکم دیا ہے کہ اون کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانون سے سلام علیک نکرین اون کے پیچہے نماز نہ پڑہین۔ ایک تو پہلے ہی سے ہزارون فرقے ہو گئے ہین۔ اور ہر فرقہ ایک دوسرے کا دشمن۔ پہر مرے کو مارین شاہ مدار۔ اسوقت تو قوم کا شیرازہ ہموار کرنا چاہیئے اور اتحاد کا خیال پیدا کرنا چاہیئے۔

(۵) ابہی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر مین یہہ خبر پڑہی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر باوجود رمضان کے اثناء لکچر مین چائے نوشی شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ لوگون کیطرف سے یہ عذر پیش ہوا کہ سفر مین روزہ ضروری نہین۔ تو بندہ پرور یہہ حکم ہے اون سفرون کے لئے جو پیدل یا اونٹ گہوڑے کی سواری مین کئے جائین۔ مرزا صاحب کو (جو غالباً دوسرے یا پہلے درجہ مین سفر کرتے ہونگے) ایسے سفرون سے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے اور پہر ایسے سفرون مین روزہ رکہنے کی فضیلت ہے۔

غرضیکہ اسی قسم کے اور چند اعتراضات ہین جنکو مین بشرط فرصت انکے جواب وصول ہونے پر پیش کرون گا۔ لیکن یہ خیال نہ کیجیگا کہ مین مجادلہ کرنا چاہتا ہون حاشا وکلا مجہے ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے اگر مرزا صاحب سچے ہوئے تو خدا کے یہان بڑی خرابی آئیگی۔ مین مرزا صاحب کا دل سے مداح ہون اور اون کو اسلام کا بہت بڑا خیر خواہ خیال کرتا ہون۔ یہہ ہی سبب ہے کہ میرے بہت سے دوست مجہکو مرزائی احمدی قادیانی وغیرہ نامون سے یاد کرتے ہین۔

یہہ اعتراض مرزا صاحب کی تصنیفات و اخبارات الحکم و البدر و ریویو آف ریلیجنز سے بخوبی حل ہو سکتے ہین لیکن مجہے افسوس ہے کہ مین اسقدر وسعت نہین رکہتا کہ اخبارات و تصنیفات کو خرید سکون اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور آپ سے عرض کرتا ہون۔ کہ میری طرف سے مرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجیگا۔ اسکے علاوہ مولوی یعقوب علی صاحب (تراب) ایڈیٹر الحکم اور کل احمدی جماعت کے بزرگون کی خدمت مین سلام علیک عرض کر دیجئے۔ مین آپ کا بہت ممنون ہون گا۔ فقط۔

مین ہون آپکے جواب کا منتظر۔ اور آپکا خادم

محمد عثمان باونی

## الجواب

چونکہ ایک سوال کئی سوالون پر مشتمل ہے۔ اسلئے اصل خط پر نمبر لگا دیئے گئے اور ہر ایک نمبر کا لفظ ضمن کے ساتہہ جواب دیا گیا۔

(۱) بیشک قرآن کریم کامل کتاب ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کا ہرگز ہرگز یہ دعوٰے نہین کہ تکمیل قرآن کے لئے مبعوث ہوئے۔ بلکہ جیسا اللہ تعالٰے نے ولکل قوم ہاد اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث علے کل مایۃ من یجدد لہا امر دینہا مین ہر صدی پر مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ کی بعثت بہی اسی وعدہ الٰہی کے مطابق ہوئی۔ اور ضرورت حقہ اور سخت ضرورت کے وقت ہوئی۔

قرآن کریم تو کامل کتاب ہے۔ مگر اس کا دنیا مین پہونچانے والا چاہیئے یا نہین۔ اور پہر اس کا سمجہانے والا چاہیئے یا نہین۔ آخر اس قرآن کے ذریعہ کوئی مزکی مطہر کرنے والا ضرور ہے یا نہین۔ توریت یہود کے پاس ہے مگر انکا مطہر و مزکی کوئی نہین رہا اسلام مین اللہ تعالٰی کا فضل ہوا کہ اسمین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنکے باعث ایک جماعت مخلص دینداروں کی پیدا ہوتی رہی یہی بات مرزا صاحب مین ہے۔

(ب) انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بہیجا ہے مثل اوس رسول کے جو فرعون کی طرف بہیجا تہا۔ اس آیت شریفہ مین اللہ تعالٰے نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مثل موسٰی قرار دیا۔ پس جیسے حضرت موسٰی کے بعد سلسلہ خلافت تجدید شریعت موسوی کے لئے جاری رہا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی بہی رہنا ضروری تہا۔

(ج) بلحاظ مثلیت مذکور جیسے حضرت موسٰی کا سلسلہ خلافت چودہوین صدی مین ایک مسیح پر ختم ہوا اسیطرح سلسلہ خلافت محمدی کے لئے بہی ایک مسیح کا آنا چودہوین صدی کے سر پر ضرور تہا۔ جس کی پیشگوئی اللہ تعالٰے نے آیت استخلاف مین فرمائی تہی۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ ترجمہ۔ اللہ تعالٰے وعدہ فرماتا ہے کہ تم مین سے (امتہ محمدی) مومنین صالحین کو خلیفہ بنایا کریگا۔

مثل اس سلسلہ خلافت کے جو تم سے پہلے سلسلہ موسوی مین بنا تا رہا۔

(د) اگر کسی کتاب کے نزول کے بعد کسی مجدد کی ضرورت نہین تو سلسلہ انبیائے بنی اسرائیل (جو تابع شریعت موسوی تہے۔ اور اون کی کتاب اوس زمانہ کی کامل کتاب تہی جیسے اللہ تعالٰے فرماتا ہے ثم اتینا موسی الکتاب تماما علے الذی احسن وتفصیلا لکل شیئ وہدی ورحمۃ۔ انا انزلنا التورٰۃ فیہا ہدی ونور) باطل ٹہیرتا ہے۔

(ہ) اگر آیت اکملت لکم دینکم کے یہہ معنے ہین کہ آیندہ کسی مصلح۔ مجدد کیضرورت نہین تو پہر حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی وہابی۔ شیعہ خارجی۔ معتزلہ۔ جہمیہ۔ معطلہ۔ قدریہ۔ یہود عیسائی۔ ہنود وغیرہ وغیرہ باوجود سخت اختلاف کے سب حق پر ماننے چاہئین۔ اگر حق پر نہین تو انکی اصلاح کے لئے آپ کے نزدیک کسی مصلح کیضرورت ہے یا نہین۔ اگر نہین تو

(و) آیت وما اہلکنا من قریۃ الا لہا منذرون۔ (ترجمہ) ہم کسی بستی کو ہلاک نہین کرتے جب تک اوس کو کوی منذر پہلے نہ بہیجین وماکنا معذبین حتے نبعث رسولا۔ جبتک ہم کوئی رسول نہ بہیجین کسی قوم کو عذاب نہین دیتے۔ قیامت کے دن مجرمون پر الزام دیتے ہوئے۔ اللہ تعالٰے پہلے سنت اللہ کو پیش

کرتا ہے -
یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا شھدنا علے انفسھم وغرتھم الحیوۃ الدنیا و شھدوا علے انفسھم انھم کانوا کافرین ذالک بان لم یکن ربک مھلک القرے بظلم واھلھا غافلون -
ترجمہ - اے جن وانس کے گروہ کیا بیچ تم میں سے تمہارے پاس کوئی رسول نہین بہیجا تہا جنھنے میرے احکام تمپر بیان کئے ہون اور تم کو قیامت سے ڈراوین - وہ اقرار کرینگے کہ ان کو دنیوی زندگی نے دہوکہ دیا تہا - اور یہ بہی اقرار کرینگے کہ وہ رسولون اور انکی تعلیم سے منکر تہے - یہہ الزام اس سبب سے انپر قایم ہوگا کہ تیرے رب کی یہ عادت ہی نہین کہ بستیون کو ہلاک کرے - جبکہ انکو رسولوں اور انکی تعلیم اور انذار کی خبر بہی نہ ہو -
اور آیت ولکل قوم ھاد ہر ایک قوم کے لئے کوئی ہادی ہوگا - اور وما کان ربک مھلک القریٰ حتے یبعث فی امھا رسولاً - ترجمہ - اللہ تعالے بستیون کو ہلاک نہین کیا کرتا یہانتک کہ پہلے بہیج لیتا ہے اون کے ام القریٰ مین کوئی رسول و آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم - ترجمہ پہلے لکھا گیا - آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ترجمہ - اور کچھ اور لوگ بہی مسلمانون مین سے جو ابہی انکا الحاق ان صحابہ کے ساتہہ نہین ہوا - صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہین - تو سلمان فارسی کی ران یا کاندہون پر ہاتہہ رکہکر فرمایا وہ ان مین سے ہونگے الی آخر الحدیث وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ایک زمانہ مین تم (اہل اسلام) اپنے مذہب کے پابند نہ ہوگے تو ایک اور قوم سوائے تمہارے اللہ تعالے بدلا دیگا اور اس کے ساتہہ ہی اوسی مضمون کی حدیث ہے - و آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہمنے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے - آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین - ترجمہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ تب حاصل کرسکوگے کہ صادقین کی معیت اختیار کرو -
آیت ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون - اگر ہم چاہین گے تو تم سے جو جو ملائک سیرۃ ہونگے اونکو ملک مین خلیفہ بنادیا کرینگے -
ودیگر آیات متعلقہ پیشگوئی بعثت ماموریں و مرسلین و آیات متعلقہ زمانہ مسیح واحادیث متعلقہ آمد مہدی و مسیح وعلامات جو بعض وقوع مین آچکے اور بعض آرہے ہین - لغو اور باطل ٹہیرتے ہین نعوذ باللہ منہا -

(۲) سوال - ایک آدمی تین کا بروز کیسے ہو سکتا ہے - ضمن اوّل -

**جواب** (الف) اگر آپ اپنے نام پر ہی غور فرماتے تو یہ سوال پیدا ہی نہ ہوتا -
کیا سچ فرمایا ہے اللہ تعالے نے وکاین من آیۃ فی السماوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون - ترجمہ - کئی نشان ہین آسمان وزمین مین کہ لوگ اسپر بلا غور و تامل بے پروائی کرکر گذر جاتے ہین - یہہ آپکے گہر مین ہی جواب موجود تہا - آپکے نام مین آپکے والدین نے بروز محمدؐ و بروز عثمان ہونے کا دعوے کیا ہے اور آپ نے تسلیم کر لیا - کیا یہ دعویٰ غلط ہے یا صحیح اور لطف کی بات یہ ہے کہ محمدؐ کے اوپر صلعم لکہہ کر صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کر دیا ہے -
(ب) قرآن مجید نے تہوڑون کو بہتون کا بروز قرار دیا ہے - جیسے ۷ گائین اور ۷ سنبل خشک کو سات سات سال کی کروڑ در کروڑ گائین اور سنبلات خشک کا مظہر قرار دیا اور اسی طرح گائین فربہ اور سنبل تازہ کا نظارہ -
دوسرا بنی اسرائیل موجودہ زمانہ نبوی کو بروز اون تمام بنی اسرائیل کا قرار دیا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے چلکر زمانہ نبویؐ تک دو ہزار سال تک کروڑون در کروڑون گذر چکے تہے جیسے فرمایا واذ نجیناکم من ال فرعون ہمنے تم کو فرعونیون سے چہوڑایا یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم تمہارے بیٹون کو قتل کرتے اور تمہاری بیٹیون کو زندہ رکہتے - واذ فرقنا بکم البحر جبکہ ہم نے اوس دریا کو تمہاری خاطر جدا کیا ثم اتخذتم العجل تمنے بچہڑے کی پرستش شروع کردی واذ قلتم یا موسیٰ لن نومن لک حتے نری اللہ جھرۃ جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تو خدا کو بلا کہلا دیکہے ہرگز نہین مانینگے - فاخذتکم الصاعقۃ - تمکو عذاب نے پکڑ لیا - وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ - ہمنے تمپر اوس ابر کا سایہ کیا اور وہ من اور وہ سلویٰ تمپر نازل کیا واذ اخذنا میثاقکم جب ہم نے تمسے پختہ عہد لیا پہر فرمایا تمکو بادشاہ بنایا تم مین انبیا بنائے - تمکو خنزیر بنایا بندر بنلیا وغیرہ وغیرہ -
تیسرا بنی اسرائیل کو سور اور بندر کا بروز فرمایا اور پہر انہین کو عبد الطاغوت بہی فرمایا -
چوتہا بہتون کو تہوڑون کا بروز بہی فرمایا جیسے واذا خلوا الیٰ شیاطینھم - ترجمہ - جب منافق اپنے سردارون کے پاس گئے جو بروز شیطان تہے - اور ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون ترجمہ سوال اوّل جواب حرف واؤ مین گذرا - چنانچہ ہر ایک خلیفہ بنائے گئے - اور ابتک بنائے جارہے ہین دیکہو آیت استخلاف -
پانچوان آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکہو اس کے ٹائیٹل پیج پر لکہا ہوگا - من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون آوان وغیرہ وغیرہ کیا یہ بہی بہتون کا بروز ہے یا نہین - معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت آپ کو معلوم نہین ورنہ آپ کو اسقدر یہ لفظ گران نگذرتا - بروزی نام ایک شخص کا لقب یا خطاب ہوتا ہے جو اوس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص پہلوان بہی ہے سخی بہی ہے - تو اوسکو شیر بہی کہین گے اور [illegible] بہی - اگر آپ نامون مین غور کرین تو دو دو تین تین بزرگون کے نام ایک ایک نام مین پائینگے - جیسے آپکا نام آپکے والدین نے بطور تفاول اس مین دو نام جمع کئے -
یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح نیک دیندار وبرائے قوم خادم اسلام ہو اور عثمان کیطرح سخی اور - یا جیسے مرزا صاحب کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فسادات اندرونی مہدی - اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالے نے رکہہ دیا -

**ضمن دوم** - کرشن کے لئے کوئی حدیث بہی نہین -

**جواب** (الف) کیا آپ نے کل احادیث نبوی کا احاطہ کر لیا ہے
(ب) کیا آپ کو کل احادیث کے معنی بذریعہ الہام حل ہوچکے ہین -
(ج) کیا جو معنے پیشگوئیون کے قبل وقوع پیشگوئیون کے کئے جاتے ہین - اللہ تعالے بہی اون معانی کا پابند ہوتا ہے -
(د) پیشگوئیوں کے الفاظ کئی پہلو سے سچائی رکہتے ہین - کیا کسی کو تعین یا زوقوع خود بخود علم ہوسکتا ہے کہ کس وجہ پر اللہ تعالے اسکو واقع کرے گا -
(ہ) اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ سیریکم ایاتہ فتعرفونھا اللہ تعالے جب تم کو نشان دکہلاوے گا - اسکے بعد تم اونکو سمجہہ سکوگے -
(و) یہود نے نزول ایلیا کے معنے بجسدہ العنصری کیا اور مسیح کو نمانا -
(ز) اس زمانہ کے مولویون نے مسیح اسرائیلی کو بجسدہ العنصری نازل کرنا چاہا حالانکہ وہ فوت ہوچکے ہین -
(ح) کیا احادیث مین دوسرے تمام ہادیون کے نام درج ہین کہ کرشن کا نام درج احادیث ہونے سے رہ گیا -
(ط) کیا گذشتہ مہدیون مجددون کو آپ نے اسی شرط سے مانا ہے کہ اون کے نام احادیث مین درج تہے -
(ی) احادیث مین صرف لفظ مہدی آتا ہے جسکے معنے ہین ہدایت والا - سو بیقدر مہدی آجتک گذر چکے ہین کسیکا نام احمد اور کسی کا محمد کسی کا کچھ اور کسی کا کچھ تہا -
یا - وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ترجمہ - کوئی بہی امت یا گروہ نہین جس مین کوئی نذیر [illegible] [illegible] منددرجہ جواب اول حرف واو سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنود کے اندر بہی ہادی گذرے ہین اور حضرت مجدد صاحب اور حضرت مظہر جان جانان صاحب نے کرشن جی کی نسبت تصریح بہی کی ہے -

**ضمن سوم سوال دوم** - ہندو کرشن کے آنے کے قایل نہین -

## جواب

(الف) کیا آپ نے کل فرقہ ہائے ہنود سے کامل تحقیق کر لیا ہے -
(ب) یا آپنے کل مذہبی کتب کل فرقہ ہائے ہنود کو اچہی طرح پڑہ لیا ہے -
(ج) کیا ممکن نہین کہ ہنود بسبب دعوے مرزا صاحب بابت بروز کرشن جی تعصب کے سبب انکار کرتے ہون -
(د) اگر کوئی فرقہ فی الواقع کرشن کے آنے سے انکاری ہو تو اس سے اوس پیشگوئی کا ابطال کسطرح لازم آتا ہے - کیونکہ اہل اسلام مین فرقہ نیچری ومعتزلہ کے [illegible] [illegible] کے آنے کے

قائل نہیں مگر واقعات صحیحہ انکی تکذیب کرتے رہے۔

**ضمن نہم سوال دوم** - وہ (ہندو) تو کہتے ہیں کہ سنبل ضلع مرادآباد میں کلکیا اوتار لے گا۔

**جواب** (الف) دیکھو سوال دوم ضمن دوم کہ پیشگوئی کے معنے قبل از وقت نہیں ہو سکتے

**سیریکم آیاتہ فتعرفونہا۔**

(ب) پیشگوئی کے معنے قبل از وقت کا نتیجہ جو یہود کو پہونچا اوس کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا **افکلما جاءکم رسول بما لا تہوی انفسکم استکبرتم** - جب کبھی تمہارے پاس رسول آیا اور وہ تمہارے معنے کردہ علامات کے خلاف علامات رکھتا تھا تو تم نے بسبب تکبر کے نہ مانا اور [illegible] معانی پر ہی اڑے رہے اسکی تصریح اس آیت سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبینات فرحوا بما عندہم من العلم - جب ان کے پاس رسول آئے تو ان کو اسواسطے نہ مانا کہ اپنے ہی علم پر نازان و فرحان رہے یعنے پیشگوئیوں کے جو معنے کر چکے تھے اسکے خلاف معانی کو منظور نہ کیا جو واقعات سے ظاہر ہوئے۔

(ج) ہنود نے تعین شہر سنبل میں ویسے ہی غلطی کہائی جیسے مسلمانوں نے شہر دمشق کے شرقی منارہ کے مسجد کے مقرر کرنے میں غلطی کہائی - مگر واقعات نے دونوں کو غلط قرار دیا۔ جیسے مسلمان مسیح اسرائیلی کو بعینہ اتار ماتنے تھے مگر آیت استخلاف و دیگر آیات سے اور واقعات سے - اسکے خلاف [illegible]

(۳) **سوال سوم ضمن اول** مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

**جواب** (الف)
عجیب فیصلہ ہے کہ ایک پیشگوئی کی غلط فہمی کے سبب اکثر سے انکار کر دیا۔

(ب) اگر اکثر غلط ثابت ہوئیں تو معلوم ہوا کچھ تو پوری بھی ہوئیں - تو آپ نے پوری شدہ پیشگوئیوں سے فائدہ اٹھایا ہوتا اور اکثر کا علم حسن ظن کر کر حوالہ بخدا کرتے اور تحقیق کرتے پھر فیصلہ کرنے میں ایسی جلدی نہ کرتے۔

(ج) مومن کو چاہئے کہ ایک پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایمان لاوے یا ایک حصہ کے پورا ہونے پر - جیسے اللہ تعالے نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو پیشگوئی فرمائی - **انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین** -

ترجمہ - ہم اس بچہ کو (دریا میں سے نکال کر) پھر تیرے ہی پاس پہونچا دینگے اور اسکو رسول بھی بنا دینگے پھر فرمایا کہ فرددناہ الی امہ کی تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولکن اکثرہم لا یعلمون - ہم نے موسیٰ کو اسکی ماں کی طرف واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور سمجھ لے کہ جو وعدہ اللہ تعالے کا بابت رسالت باقی ہے وہ بھی سچا ہی ہے - مگر ایسی باتوں کو اکثر پہلے [illegible] نہیں سمجھا کرتی۔

**ضمن دوم** عبداللہ آتہم پیشگوئی کے موافق تباہ نہ ہوا۔

**جواب** عبداللہ آتہم ٹھیک پیشگوئی کے موافق مرا اور وہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

اگر عبداللہ آتہم پندرہ ماہ کے اندر مرتا تو پیشگوئی کا ایک حصہ فضول اور ردی ٹھہر جاتا [illegible] پیشگوئی کے یہ ہیں

جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے [illegible] ...... پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا ...... بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نکرے

اس پیشگوئی کے دو حصے ہیں ہاویہ میں گرایا جانا رجوع کرنا اگر وہ پندرہ ماہ کے اندر مر جاتا تو [illegible] حصہ دوم [illegible] ٹھہرتی - جو [illegible] کلام [illegible] نقص ہے [illegible] کلام [illegible] الفاظ الہام [illegible] کہ اول وہ رجوع کرے - اور اسکو بسبب رجوع مہلت ملے - اور اس کے بعد ہاویہ میں گرایا جاوے - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اول اوس نے سچی شہادت کو چھپایا اور عمداً جہوٹ کو اختیار کیا تو بعد از اشتہاروں کے مطابق ۷ ماہ میں مر گیا سو اول اوس کے رجوع کرنے سے ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہوا اور اسکو بسبب رجوع کے موافق الفاظ الہام کے شرط کے پورا ہونے سے مہلت ملے - پہر عملاً جھوٹ اختیار کرنے سے سزا ہو ے۔

اب رجوع کے سبب مہلت کیوں ملی - سو یہ سنت اللہ ہے - کہ اللہ تعالے کسی کا عمل ذرہ بھر بھی ضائع نہیں کرتا - **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ**
ترجمہ - جو ذرہ بھر بھی خوبی کرے اوسکا عوض دیکھ لیگا - **ولا یظلمون نقیرا** - اللہ تعالے کسی کا نقصان اتنا بھی نہیں کرتا ہے جتنا کھجور کی گٹھلی کے پیٹھ پر گڑھا ہوتا ہے - **ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا**
اللہ تعالے کسی کا ذرہ بھر بھی نقصان نہیں کرتا بلکہ اگر کسی کی خوبی ہو تو اوس کو بڑھاتا ہے۔

دوسرا حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو حسب الہام الٰہی ہلاکت کی پیشگوئی کی تہی - باوجودیکہ وہ پیشگوئی بلا شرط تہی مگر انکے رجوع پر اللہ تعالی نے اونکو صرف مہلت ہی نہیں دی بلکہ عذاب کو اون کے سر سے بالکل ٹلا دیا - غرض اللہ تعالے بعض وعدوں میں بہی کسی حکمت سے مہلت ڈال دیا کرتا ہے چہ جائے وعید (وعدہ عذاب) میں جیسے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ - اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور [illegible] میں اوسکو پورا کیا۔

اب رہی یہ بات کہ کیا ثبوت ہے کہ عبداللہ نے رجوع کیا سو اس کا جواب یہ ہے کہ۔

(الف) الہام الٰہی سے اسکا رجوع معلوم ہوا جو حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالے نے الہام کیا۔

(ب) عبداللہ آتہم کے افعال سے کیونکہ آتہم ایک بڑا سخت دشمن اسلام تہا جیسے بغیر اسکے کہ کوئی اہل اسلام میں سے اسکے ساتھ مقابلہ کرے قریب پچاس کتابیں تردید مذہب اسلام اور [illegible] سب [illegible] سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible] شائع کی تہیں مگر [illegible] پیشگوئی کے [illegible] حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا [illegible] شائع نہیں کیا حالانکہ [illegible] اسکو نہایت ہی [illegible] حملہ اور بے ادبی کرنیکا جو حملہ ہوتا اگر دل میں رجوع نکرتا - اول اس لئے کہ اسلام کیطرف سے اسکا مقابلہ ہوا جب بلا مقابلہ ایسا سخت بے ادب تہا تو اسنے کیوں از دست خاموشی اختیار کی - دوم اسلئے کہ وہ سخت دشمن اسلام تہا اب باوجود دشمنی بڑھ جانے کے اولٹا خاموش ہو گیا۔

تیسرا اسلئے کہ اسلام کیطرف سے اوس کی جان پر سخت حملہ ہوا کہ اوس کی موت کی پیشگوئی کی گئی۔

چوتہا اسلئے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی کیا اور بذریعہ اشتہارات و رسائل شائع کر دیا کہ اسنے حق کی طرف رجوع کیا اگر رجوع نہیں کیا کہ تو قسم اٹھا وے کہ اس نے رجوع نہیں کیا تو ایک ہزار روپیہ لے لے مگر اس نے جواب تک نہیں دیا۔

پانچواں اگر اسنے رجوع نہیں کیا تہا تو جب حضرت مرزا صاحب نے اشتہارات انعامی ایک ہزار دو ہزار تین ہزار چار ہزار - اور تین رسائل اسی مضمون کے شائع کئے تہے - کم سے کم اپنا انکار از رجوع تو شائع کر دیتا۔

چھٹا - جب کہ وہ دشمن اسلام تہا اور مرزا صاحب حامی اسلام اور مدعی الہام - پہر اس لئے بہی اسکو بنا بر تکذیب مرزا صاحب و الہام مرزا صاحب ضرور تہا کہ اپنا انکار شائع کرے حالانکہ اس نے جواب تک بہی نہیں دیا۔

ساتواں - جبکہ مرزا صاحب کا دعوی اسکے نزدیک غلط تہا تو کسقدر جرأت کے ساتھ اسکو در میدان نکر انکار از رجوع کو شائع کرنا ضروری تہا جو ایک لفظ بہی شائع نہیں کیا۔

**ضمن سوم** - مقتول مکذب پیشگوئی کے بعد مرا ہے - اگر مقتول مکذب سے آپکی مراد لیکھرام ہے تو اس کی موت چھہ سال کے اندر ہوئی - جیسے کہ پیشگوئی کے الفاظ ظاہری تھے اور اسکے گواہ مسلمان - عیسائی ہنود - خصوصاً آریہ بہی ہیں - [illegible] کے اندر قتل ہوا اور [illegible] سرکاری [illegible] ہے کہ اسکی ہلاکت پر آریہ نے شور مچایا۔

**ضمن چہارم** - قادیان میں طاعون آگیا۔

**جواب** (الف) تعجب کہ آپنے اپنے کسی سوال میں بہی مرزا صاحب کی کسی تصنیف کا بہی حوالہ نہیں دیا اور نہ اس سوال میں۔

(ب) مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز کسی کتاب میں بہی یہ نہیں لکہا کہ مجہے الہام ہوا ہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئیگا۔

(ج) الفاظ الہامات سے تو اسکے عکس ظاہر ہوتا ہے - کہ قادیان میں ضرور ضرور طاعون ہوگا۔

**الہام اول لولا الاکرام لہلک المقام**
یعنے اگر مرزا صاحب کی عزت کا پاس نہوتا تو یہاں کے مخالفین باشندے اس قابل تہے کہ سب کے سارے ہلاک کئے جاتے بسبب شامت اعمال کے - بلکہ ایسا سخت عذاب آتا کہ ان کے رہنے کی جگہ بہی تباہ اور ویران کی جاتی۔

**الہام دوم** - انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار - جو لوگ مرزا صاحب کے دار میں رہتے ہیں - میں اون کی حفاظت کرونگا - ہاں تکبر والے اس سے مستثنے ہیں - اگر شہر میں طاعون ہی نہیں آنا تہا تو اس الہام کی ضرورت ہی کیا تہی - اور اس حفاظت کے کیا معنی۔

**تیسرا الہام** جو اصل میں پہلا الہام ہے اور طاعون کے متعلق سب سے پہلے یہی الہام ہوا ہے - انہ اوی القریۃ یعنے اللہ تعالے نے اس بستی کو پناہ دی ہے - پیشگوئیوں کا قاعدہ ہے۔

کہ انکے معنے ابعد وقوع ہی ہو سکتے ۔ بخام کار جب طاعون ختم ہو جاویگا اوسوقت تک اس کا انتظار کرنا چاہئے کہ اللہ تعالے کی مراد اس پناہ دینے سے کیا ہے ۔ انسان عالم الغیب نہیں کہ خود بخود اپنے اجتہادی معنے کر کر انکی صحت پر یقین کرے کیونکہ پیشگوئیوں کے الفاظ عموماً محتمل ہوتے ہیں ۔ چنانچہ اسکے تفصیل سوالات صدر میں لکھی جاچکی ہے لہذا اصل الفاظ الہام سے جو معانے بلحاظ حالات موجودہ اسوقت تک ہو سکتے ہیں یہہ ہیں ۔

اوّل اللہ تعالےٰ اس شہر کو اوس افراتفری سے بچاویگا جو اور شہروں میں بسبب طاعون لوگوں کو گھروں سے نکلنے میں اور باہر سردیوں بارشوں میں رہنے سے واقع ہوئی ۔

دوسرا اوس تباہی سے جو اور شہروں میں بسبب طاعون کے شہر سے نکلنے نہ نکلنے اور حکم سرکار نہ ماننے سے واقع ہوئی ۔

تیسرا اوس مصیبت سے جو بعض شہروں کو منتظمین طاعون کی مخالفت اور مقابلہ کے سبب سزایاب ہونے سے ہوئی ۔

چوتھا اس تباہی سے جو بسبب ٹیکہ لگانیکے بعض شہروں میں وقوع میں آئے یہانتک کہ بعض مکانات میں ٹیکہ والے کل کے کل ہلاک ہو گئے ۔

پانچواں طاعون جارف سے بچاوے جو شہر کو ایسا آدمیوں سے بسبب موت طاعون خالی کردیتا ہے جیسا کہ جہاڑو دینے سے مکان خس وخاشاک سے خالی ہو جاتا ہے چنانچہ کی بستیاں ایسی بھی ہیں کہ جن کے کل باشندے مر گئے اور کوئی بھی باقی نہ رہا ۔ الا ماشاء اللہ ۔

چھٹا الہام ءا وی کو ملانے سے یہہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ طاعون شروع ہوکر پھر ہمیشہ کے لئے موقوف ہو جاوے کیونکہ اَوَی کے معنے ہیں کہ سختی کے بعد کسی کو پناہ دیجاوے ۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے (جبکہ اہل قریہ نے مہمانوں کے معاملہ میں اون کو سخت تنگ کیا) فرمایا

او اوی الی رکن شدید ۔ ترجمہ میں کسی مضبوط رکن کی پناہ لوں ۔

ساتواں چونکہ اللہ تعالےٰ قادر علام الغیوب کا کلام ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی غرض ان تمام امور سے حفاظت کی ہو اور ان حفاظتوں کی بھی جو آیندہ وقتاً فوقتاً واقع ہوں ۔

**ضمن پنجم** ۔ زلزلہ کی پیشگوئی بھی ابتک نہیں آیا ۔

## جواب

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ ۔ ترجمہ اللہ تعالےٰ کا حکم آگیا اسکی جلدی نہ مانگو ۔ اللہ تعالےٰ اپنے افعال کا آپ مالک مختار ہے وہ تو بعض وقت اوقات معینہ میں بھی توقف کر دیتا ہے ۔ جیسے وواعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ ۔ تیس رات کا وعدہ چالیس میں پورا ہوا ۔ بعض وقت بالکل بھی ٹلا دیتا ہے ۔ جیسے یونس علیہ السلام کی پیشگوئی چالیس روز کے لئے وہ بالکل موقوف ہوگئی مگر تعجب کہ اس زلزلہ کی پیشگوئی میں کوئی وقت مقرر نہیں پھر اسکا پورا نہ ہونا چہ معنے دارد ۔

اگر آپ زلزلہ کی پیشگوئی کو انصاف اور غور سے پڑہتے تو آپ زلزلہ پر ضرور ایمان لاتے کیونکہ زلزلہ سے پہلے سیلاب کی پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے سے بہت سا ملک ہلاک وویران ہوا ۔ اب زلزلہ کا آنا باقی ہے وہ پیشگوئی بھی ضرور ضرور پوری ہوگی اور بعد وقوع شناخت کی جاوے گی ۔ عذاب ہمیشہ بغتۃً آیا کرتے ہیں جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حتےٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃً ۔ یعنے جب مخالف لوگ خوب فرح اور غفلت میں آگئے اپنے مال اولاد دولت علم وغیرہ کے سبب ۔ تو ہم نے اچانک پکڑ لیا ۔ اور فرمایا

حتیٰ اذا استیئس الرسل و ظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا ۔ رسول اپنی قوم کی ہدایت سے ناامید ہو گئے ۔ اور دوسری طرف قوم نے بھی تکذیب میں وہ ترقی کی کہ پیشگوئیوں کی نسبت بھی کہنے لگے کہ یہ پیشگوئی بھی آخر جہوٹی ہی نکلی تو ہماری مدد آگئی ۔

(۴) **سوال** ضمن اول ۔ مرزا صاحب نے منع کیا ہے کہ ان کے مرید عام عقیدہ کے مسلمانوں سے سلام علیک نہ کریں ۔

**جواب** ۔ یہہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے ۔ سلام تو کافر سے بھی منع نہیں ۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۔ جب اون کے ساتھ جاہل اپنی جہالت کے ساتھ پیش آتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر چلے جاتے ہیں ۔ فاصفح عنھم وقل سلام ۔ اون سے موہنہ پھیر لے اور سلام کہدے ۔

**ضمن دوم** ۔ انکے پیچھے نماز پڑہنا منع ہے ۔

**جواب** ۔ یہہ سچ ہے اور ضرور ایسا ہونا ضروری ہے ۔

(الف) جو مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں جہوٹا سمجھتا ہے . . . . . . . . . وہ انکو کافر بلکہ اکفر سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ ۔ ترجمہ ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ پر جہوٹھ بولے اور جسپر وحی نہ ہوتی ہو وہ وحی کا دعویٰ کرے اوس سے بڑھکر کوئی کافر نہیں ۔ سو مومن کا مکفر کافر ہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں ۔

(ب) جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے اوسکو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی نبی اللہ ہیں ۔ سو نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے ۔

**ضمن ۳** پہلے فرقے بہت تھے مرزا صاحب نے اور اختلاف ڈال دیا ۔

## جواب

یہہ عجب سوال ہے بلکہ اعجب تمام انبیا اور مصلحین کی ضرورتوں پر پانی پہیر دینے والا سوال ہے ۔ اگر نبی اور مصلح ہر ایک کے فعل کو جائز رکھے ۔ تو فرمائیے اسکی بعثت کی کیا ضرورت ۔

بعثت مامورین تو خاص رفع فسادات وعقاید کے واعمال باطلہ کے لئے ہوتی ہے پس اگر وہ بھی ست بچنی ہے تو اسکے آنی کا کیا فائدہ ۔ "نیز سارے لوگ ہدایت نہیں پایا کرتے بلکہ بعض لوگ ۔ دنیا میں سدا اختلاف رہیگا"

دوسرا آپ سوال اول کے جوابات پر دوبارہ غور کریں ۔

تیسرا ذرا آپ ہی انصاف اور غور سے فرمائیں کہ جو مصلح آوے ۔ شیعہ کے ساتھہ باوجود تبرا بازی کے ۔ خوارج کے ساتھہ باوجود بے ادبی صحابہ کے ۔ عیسائیوں کے ساتھہ باوجود عاجز انسان کو خدا بنانے اور مردہ کی پرستش کرنے اور خاندان رسالت پر سخت سے سخت الفاظ بے ادبانہ نکالنے اور اسلام کی تردید کرنے کے ۔ اور اسی طرح دیگر مذاہب کے ساتھہ باوجود قسم قسم کے اختلافوں کے اگر صلح کرے تو کس طرح کرے ۔

چوتھا جسکو آپ اختلاف سمجھ رہے ہیں وہ تو عین اتفاق ہے مثلاً مقلد غیر مقلد شیعہ خارجی عیسائی سکھہ ۔ آریہ ۔ ہندو جو اس جماعت میں داخل ہوں گے ۔ وہ اتحاد ہوگا یا اختلاف وہ اختلاف سے نکالکر اتحاد میں داخل کر کر ایک جماعت تیار کی ہے ۔ جو اسوقت تین لاکھہ سے زائد مختلف فرقوں سے نکلکر ہو چکی ہے ۔

(۵) **سوال** ۔ مرزا صاحب نے باوجود رمضان کے اثنائے لکچر میں چاء نوشی کی . . . . . . حکم ہے اون سفروں کا جو پیدل یا . . . گہوڑے پر ہوں ۔

**جواب** ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے سفر اور مرض کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی ۔ پھر انسان کو اختیار نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے کسی حکم عام کی تخصیص کرے ۔

(ب) اپنی طرف سے کوئی شریعت بنانا یہہ تو علامات دجال میں سے ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریگا ۔

(ج) اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں مطلق مسافر ومریض کے لئے فرمایا ہے

فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ۔ جو مریض یا سفر پر ہو وہ اتنے دن گنتی کے روزہ رکھدے سو اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ رکھنا ہی جائز نہیں ۔ کیونکہ یہ علام الغیوب یعلم السر واخفیٰ کا کلام ہے اور وہ جانتا تہا کہ ریل کا زمانہ بھی آنے والا ہے بلکہ علامات زمانہ مسیح میں ریل کی پیشگوئی بھی کردی تہی باوجود علم کے اوسنے کوئی قید نہیں لگائی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مسافر روزہ اثناء سفر ومرض میں رکھے تو پھر بھی اتنے دنوں کے روزے رکھدے اور وہ روزے اسکے جرمانہ میں گئے ۔

**حاجی حکیم فضل الدین از قادیان**

۲۳-جنوری ۱۹۰۶ء

---

(۱)

# وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ نورالدین احمدی ولد میاں اللہ بخش صاحب مرحوم ۔ ساکن لاہور ۔ حال کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی کا ہوں ۔ میں بقائمی ہوش وحواس وصیت کرتا ہوں اور لکھے دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا نواں حصہ بغرض اشاعت اسلام کمیٹی متعلقہ بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان کے حوالہ کر دیا جائے ۔ اور میرے کسی رشتہ دار یا غیر کو ہرگز ہرگز حق نہ ہوگا کہ میری اس وصیت کے خلاف کرے +

یہہ اسلئے لکھدیا جاتا ہے کہ سند رہے +

گواہ شد — العبد

کلرک سالگرام کمپنی ڈلہوزی ۔ — نورالدین احمدی کلرک ڈاکخانہ ڈلہوزی

۲۲-جنوری ۱۹۰۶ء — ۲۲-جنوری ۱۹۰۶ء

# وصیّت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور امامنا و مرشدنا

الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

مین چاہتا ہون - کہ حسب حکم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ والسلام اپنی وصیّت لکھکر پیش کرون لہذا عرض ہے - اثر

(۱) میرے پاس قریبًا پانچ گھماؤن زمین ہے مین اسکا پانچوین حصّہ کے حساب سے جو یہہ زمین ہے جسکا نمبر خسرہ ۱۰۱ نمبر بندوبست ۲۷ رقبہ ۴ کنال - ۹ مرلے - دوسرا نمبر خسرہ ۲۹۷ نمبر بندوبست ۱۹۸ رقبہ ۲ کنال دس مرلے آج سے وقف کرتا ہون - یہہ زمین موضع اوجلہ تحصیل و ضلع گورداسپور مین واقع ہے -

(۲) مین اپنے مکان کو جو مینے یہان آکر مبلغ ایکصد روپیہ کو خرید اتہا - آج سے وقف کرتا ہون - شرط یہہ ہے کہ جبتک مین زندہ رہون - اسمین رہایش رکہون اور اس عرصہ کے لئے اسکی مرمت وغیرہ مین خود اپنے خرچ سے کرواتا رہونگا - اور ایک روپیہ ماہوار بطور کرایہ ارسال خدمت کرتا رہون گا -

(۳) میرے پاس اسوقت ۲۰۰ روپیہ ہین - انکا دسوان حصہ انشاء اللّٰہ تعالےٰ یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو پیش خدمت کرونگا -

(۴) میری تنخواہ مبلغ ۱۰ ہے - جسمین سے حسب دستور سابق مبلغ ۱ ماہوار ارسال خدمت کرتا رہون گا -

حضور دعا فرماوین - کہ خدا تعالےٰ توفیق دے کہ مین اس عہد پر قایم رہ سکون -

عرضے

میان محمد حسن ملازم دفتر میگزین قادیان دار الامان

محمد حسن احمدی بقلم خود

۲۶ - ڈسمبر ۱۹۰۵ء

گواہ شد

بقلم خود عبد الرحیم سیکنڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دار الامان

گواہ شد

الہ داد ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان

*

# وصیّت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للّٰہ رب العالمین - والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد چونکہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین ہے - اسلئے مین مفصلہ ذیل وصیّت لکھہ کر اپنے لواحقون کے حوالہ کرتا ہون - کہ میری موت کے بعد اس پر عمل درآمد کرین - اسکی نقل اخبار بدر اور الحکم مین بہی شایع کی جاوے -

**اول** - یہہ وصیت ہے - کہ میری موت کے بعد خمس یعنی پانچوان حصّہ میرے تمام ترکہ کا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو برائے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن شریف دیا جاوے -

**دوم** - میری میت کو ایک صندوق مین بند کرکے بمقام قادیان بخدمت حضرت اقدس علیہ السلام یا انکے جانشین کے - برائے دفن در قبرستان موسومہ بہ بہشتی مقبرہ پہونچایا جاوے + اگر میری میّت پیشتر قبرستان کی تکمیل کے واقع ہو جاوے - تو میرے وارثون کو چاہیئے کہ میری میّت کو ایک صندوق مین امانت کرکے دفن کر دیوین - اور جسوقت قادیان کا قبرستان تیار ہو جاوے - میرے صندوق کو قادیان مین پہونچا یا جاوے -

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللّٰہ الصمد جمال الدین ولد شیخ سلطان عافاہ اللّٰہ و ایدہ ساکن گوجرانوالہ ٹریفک کنولیہ ملتان ڈسٹرکٹ ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء

## آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر سرسری نظر

قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر کسیقدر ریمارک الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین کر چکا ہون - اور اب مجھے نہایت ہی مختصر طور پر دو تین امور کا ذکر کرنا ہے انمین سے ایک تو پنڈت پورنانند صاحب ایڈیٹر آریہ پترکا کا لیکچر ہے جو انہون نے **سودیشی تحریک** کے متعلق دیا + قادیان کی آریہ سماج کے لئے فی الحقیقت سودیشی تحریک پر لیکچر دلوانے کیواسطے یہ عمدہ موقع تہا - دیہات کے سکہہ زمیندار بہی **جلسہ** مین آئے ہوئے تہے - یہہ لوگ جس مذاق پر آتے ہین وہ تو پوشیدہ امر نہین تاہم ایک معقول حاضری مین پنڈت جی نے دیسی کہانڈ اور دوسری اشیاء کے استعمال کے لئے پرزور الفاظ مین لوگون کو توجہ دلائی - اور اسی ایک ذریعہ کو قوم اور ملک کے اودہار اور سدہار کا ذریعہ بتایا (چلو آریہ سماج کے دوسرے مقاصد سے چہٹی ہوئی - ایڈیٹر) بلکہ یہانتک بہی بیان کیا کہ اگر تم ایسا نکروگے تو نہین معلوم تم اور تمہارا ملک کس حد تک گر جائیگا - اور کہان جا گرے + اور کہا کہ دنون دن تمہاری ابتری اور غلامی کی یہی وجہ ہے - یہ لیکچر قادیان کی پبلک کے لئے بالکل نرالا تہا - اسلئے کہ سودیشی موومنٹ یہان اندر ہی اندر آریہ سماج کے چند ممبرون تک محدود تہی اور پہوڑے کی طرح پکتی تہی جو اس جلسہ پر ناسور بنکر بہ نکلی -

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے - کہ بعض لوگ جو گالیان دے کر اپنا دل ٹہنڈا کر نا جانتے ہین اور اسی کو اخبار نویسی کا فخر خیال کرتے ہین - (لعنت ہے ایسے طریق پر) وہ صاف گوئی سے بیزار ہوکر مجھے کوستے ہین - اور چاہتے ہین کہ کسی طرح انکو مخاطب کیا جاوے - وہ خوب یاد رکہین کہ مین انہین صرف اتنا ہی کہونگا -

ع - آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من ست

اسلئے کچھہ ضرور نہین کہ ایسی بازاری تحریرون پر نوٹس لیا جاوے انکے ناز بردار خود ہی انہین پڑھ کر ان پر **تہوک** دین گے - جبکہ معقولیت کو چہوڑ کر اس مین نری زبان درازی سے کام لیا گیا ہو -

مثلاً کہا جاتا ہے کہ آریہ ہندؤن کے دیگر متبادل فرقون کی نسبت مسلمانون سے زیادہ پیار کرتے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکہتے ہین - کیونکہ پورانک لوگ مسلمانون کے ساتہہ چہونا تک بہی پسند نہین کرتے اور آریہ انکو دیگر بہائی ہندؤن کی طرح چہاتی سے لگا لیتے ہین ؛؛ جس صورت مین ان دو تین سطرون مین قدیم اور صلح پسند ہندؤن کو جو **آریہ سماج** کے جدا مذہبی فرقون مین لکہا گیا ہے اور مسلمانون کا دشمن ظاہر کیا گیا ہے - تو مسلمان ایسے آریون سے کیا امید رکہہ سکتے ہین؟ مینے نہین دیکہا کہ آریون نے کوئی عملی نمونہ **مسلمانون کو چہاتی سے لگانے کا** دکہایا ہو -

بات اصل مقصد سے دور چلی جاتی ہے مین قادیانی بازاری تحریرون کی کچھہ بہی پروا نہین کرتا اسلئے کہ مین جانتا ہون انکا دائرہ اثر کہانتک وسیع ہے اور وہ کس طرز اور طریق کی ہین - انکی شوخی اور بے باکی اپنا اثر دکہائے بغیر نہ رہے گی - خلاصہ یہ کہ پنڈت پورنانند جی نے سودیشی تحریک کی چنگاری قادیان کے جلسہ آریہ سماج مین تماشا دکہانیکے لئے چہوڑ دی -

انکے لیکچر کے ذکر کے بعد دوسرا قابل ذکر واقعہ **لڑکیون** کے بہجن اور ایک استری کا لیکچر ہے قادیان کی غالبًا ایک لڑکی نے دو باہر سے آئی ہوئی لڑکیون کے ساتہہ ملکر بہجن گائے - وید منتر سنانے پر **ایک روپیہ انعام** ملا - یہہ لڑکیان قادیان کے پتری پاٹہ شالا کی کارگذاری اور تعلیم نسوان کے نمونے کے طور پر پیش ہوئی تہین - امرتسر سے آئی ہوئی ایک استری کا لیکچر واقعی عمدہ اور قابل تعریف تہا - اور مجھے امید ہے کہ قادیان کی پتری پاٹہ شالہ سے بہی ایسی لڑکیان نکل سکین چنانچہ ایک لڑکی کے متعلق پنڈت سومراج نے بیان کیا تہا کہ وہ بہت اچہے بہجن بنا لیتی ہے گویا اس نے شاعرانہ طبیعت پائی ہے لڑکیون کے بہجنون کے بعد مشہور و معروف **سوامی** یوگندر پال صاحب کا لیکچر بہی کچھہ کم قابل ذکر نہین -

**یوگندر پال** جسقدر اسلام اور مسلمانون کے ہادی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگون پر حملہ کرنے کا عادی ہے وہ کوئی غیر معروف امر تو ہے ہی نہین - چنانچہ گذشتہ دو جلسون پر اسکے لیکچر سننے والے جانتے ہین اور بارہا آپکی یہ خوبیان طشت از بام ہین - اس مرتبہ اگرچہ بڑی کوشش کی گئی کہ آپ کو ایسا موقع نہ دیا جاوے مگر جب موقع ملا تو آپ کے لیکچر کا یہی موضوع تہا + آپ نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کل مذاہب وید سے نکالے گئے ہین - اسکے ضمن مین **اسلامی تعلیم** کو پیش کرتے ہوئے اپنی عادت کے موافق چٹکیان لیتے رہے - اور آخر انہین اپنا لیکچر بہت جلد ختم کرنا پڑا اسلئے کہ گالیون کے لئے موقع نہ تہا - اس کسر کو پورا کرنے کی انہون نے ہرچند کوشش کی مگر اس مرتبہ کامیاب نہو سکے پہر جلسہ کے بعد بہی ٹہیرے کہ شاید پہر کوئی موقع ملے مگر بدقسمتی سے نہ ملا - کوٹ ٹوڈرمل جاکر کچھہ دل ٹہنڈا کرنا چاہا تہا مگر سنا گیا ہے کہ وہان سے بہی آپ خیر و عافیت ہی سے تشریف لے آئے اور پہر چلے گئے -

اس جلسہ کی خصوصیتون مین سے سوامی درشنانند جگراؤن بہی ہین جنہون نے ویدون کی فضیلت پر لیکچر دیا - اور فرمایا کہ ویدون کی عظمت کی اس سے بڑہ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ پہلے ہی منتر کے سات الفاظ مین پانچ **دیائین** رکہی گئی ہین - ان دیاؤن کی آپ نے تصریح کی اگر مین تصریح کرون تو ناظرین ہنسنے لگین اسلئے مین ان لوگون کے لئے چہوڑ دیتا ہون جو ویددان ہین - وہ خود ہی تصریح شائع کر دین - درشنانند جی نے ایک نیا **گروکل** بداؤن مین کہولا ہوا ہے اور ایک اخبار **مباحثہ** جاری کیا ہوا ہے جسکی غرض مسلمانون اور عیسائیون سے مباحثہ کرنا ہے - ایسے لوگون کو بلانے کی غرض کیا ہوگی ؟ میری سمجھہ مین نہین آتی - کیونکہ احقاق حق تو پانچ پانچ منٹ کی مذہبی قماربازی فائدہ نہین دے سکتی + **دہرم چرچا** کا بہی ذکر ہو جانا چاہیئے - پہلے ہی پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ پانچ پانچ منٹ سے زیادہ نہین بولنا ہوگا - اور احمدی آدہ گہنٹہ - دوسرے مسلمان پندرہ منٹ ہندو ۱۵ منٹ سکہہ + ۱۵ منٹ مین آریہ سماج سے فیصلہ کر لین - **کیا خوب!** یہہ زور صداقت اور یہہ مسلمان روح مادہ کی قدامت سے باہر سوال نکرین - ہندو مورتی پوجا اور شرادہ سے باہر نہ جاوین سیکہون کے لئے تخصیص نہین - اسکا جو لطف سماجی صاحبان اٹہا سکتے ہین مجھے افسوس ہے کہ مین اس سے قاصر ہون -

**بس جلسہ ختم ہوا** - کہا جائیگا کہ مینے مفصل نہین لکہا - اسے آریہ کے لئے چہوڑ دیا ہے ہان اتنا بے شک قابل ذکر امر ہے کہ جب **دہرم چرچا** کا اعلان کیا گیا تو بیشک پنڈت سومراج صاحب نے کہدیا تہا کہ مسلمان کہین گے ہم نے **نیوگ** کا مسئلہ کیون بحث کیلئے نہین رکہا؟ ہم نیوگ